وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہیدِ لیلیِ نجد تھا وہ ذبیحِ تیغِ خیار ہے

وہابی جہاد کی حقیقت

ابوالعادل سید محمد عاقل ہمدانی قادری

وہ وہابیہ نے جسے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

وہابی جہاد کی حقیقت

ابوالعادل سید محمد عاقل ہمدآنی قادری

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہابی جہاد کی حقیقت

مرتب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابوالعادل سید محمد عاقل ہمدآنی قادری

کمپیوٹر رائز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایضاً

مطبوعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غیر مطبوعہ

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	تمہید	9
2	محمد بن عبد الوہاب نجدی	15
3	سید احمد بریلوی و مولوی اسماعیل دہلوی	17
4	قرآن حکیم کی روشنی میں یہود و نصاری کو دوست بنانے کی ممانعت	22
5	جن پر اللہ کا غضب ہو اُن سے دوستی کی ممانعت	26
6	کافروں کو دوست بنانے والے فاسق ہیں	27
7	دوست بنانے کے قابل کون لوگ	28
8	کیا نجدی تحریک ایک اصلاحی تحریک تھی؟	31
9	نجدی جہاد کی کہانی	34
10	بے گناہ مسلمانوں کو مارنے والا لعنتی و جہنمی ہے	60
11	حرم مکہ میں لڑائی کی ممانعت	61
12	ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے	62
13	نجدی شریعت کا فروغ	62
14	اپنی حفاظت کیلئے بد معاشوں کے ٹولے کو مرید کرنا	65
15	سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کی شریعت میں جہاد کس سے فرض ہے؟	66
16	بت پرست کی دعوت کے مزے اُڑانا	68
17	مسلمانوں سے نام نہاد جہاد کی کہانی	72
18	سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کا پہلا جہادی معرکہ	73
19	جھوٹا کون؟	76

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
20	جس تھالی میں کھایا اُسی میں چھید کیا	76
21	مسلمانوں سے جنگ	78
22	سکھوں سے جہاد کی کہانی	86
23	سکھوں کی انگریز سے جنگ	89
24	سکھوں سے جہاد کیلئے چندے کی اپیل	91
25	سکھوں سے جنگ کا مقصد	92
26	برٹش عملداری میں کھلے عام جہادی وعظ	95
27	سکھوں سے جہاد کیلئے انگریزی حکومت سے اجازت طلب کرنا	96
28	انگریزوں سے جہاد کی کہانی	100
29	حکومت کس کی ہو گی اس سے غرض نہیں مسلمانوں کی یا ہندوؤں کی	104
30	جہاد میں سکھوں کے خلاف انگریزوں کی امداد	107
31	سید صاحب کا انگریزوں سے جہاد کا ارادہ نہیں تھا	109
32	نام نہاد مجاہدین انگریزوں کے دشمن نہ تھے	110
33	انگریزوں کو سید صاحب سے کوئی خوف نہیں تھا	112
34	نام نہاد مجاہدین کی جماعت انگریزی حکومت کی رہن منت	114
35	دوغلا پن	118
36	شکایت پر انگریزی حکومت کی بے توجہی	119
37	سید احمد بریلوی کا سفیر انگریز کی خدمت میں	119
38	انگریز سے ملاقاتیں	120

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
39	انگریز کی دعوتیں	124
40	پلاؤ کی دیگیں	126
41	انگریزی حکومت میں بلاخوف خطر پھرنا	127
42	انگریزی فوج کے گوشت کے ٹھیکیدار کے نذرانے	130
43	نواب امیر خان کو رام کرنا	130
44	سید احمد بریلوی کی کارگزاری سے انگریزی حکومت کی خوشی	136
45	پردہ اُٹھتا ہے	140
46	شہادت یا ہلاکت	141
47	کتابیات	147

سونا جنگل رات اندھیر چھائی بدلی کالی ہے
سونے والوں جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

کتاب ماضی کے اوراق اُلٹ کر تو دیکھ
نجانے کونسا صفحہ مڑا ہوا نکلے
ہوجاتے ہیں ناراض یہاں عقل کے اندھے
آئینے قتیل ان کو نہ تحفے میں دیا کر

چھپ نہیں سکتی کسی سے ان کی تاریخ سیاہ
ظلمتوں کے ہیں نقیب نفس پرست باطن سیاہ

تمہید

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والوں جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

گوبلز کہتا ہے کہ جھوٹ اتنی کثرت سے بولو کہ سچ کا گمان ہونے لگے۔ وہابیوں نے گوبلز کے اس مقولے سے بھرپور فائدہ اُٹھایا اور اتنی کثرت سے جھوٹ لکھا اور بولا کہ بے چارے عام لوگوں کو سچ کا گمان ہونے لگا۔ پہلے عوام الناس میں یہ باور کرایا جاتا تھا کہ سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی نے سکھوں کے خلاف جہاد کیا اور اب یہ باور کرایا جارہا ہے کہ نہیں جناب انھوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا۔ جب کہ در حقیقت انہوں نے اپنے پیشوا محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نقش قدم پر چل کر مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دے کر ان کے خون سے ہولی کھیلی۔ جو بھی ان کے عقائد و نظریات کا مخالف نظر آیا خارجیوں کی طرح اُس کا خون حلال جانا۔ توحید کا نام لے کر بے گناہ مسلمانوں کو خون بہایا۔ اور انہیں ذرا ذرا سی بات پر کافر و مشرک ٹھہرایا۔

خارجیوں گروہ کی یہ نشانی رہی ہے کہ اُن لوگوں نے بت پرستوں، مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں سے جنگ و جدل کا بازار گرم رکھا۔ یہی دیکھ لیجئے کہ تحریک پاکستان میں

ان لوگوں نے تحریک پاکستان کی تحریک کو سبوتاژ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔حالانکہ سب جانتے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے جس میں علماء اہلسنت کی کوششیں کارفرما تھیں۔ اگر خدانخواستہ علماء اہلسنت اس تحریک کا ساتھ نہ دیتے تو قیام پاکستان کا تصور ممکن نہ تھا۔ جن گروہ نے پاکستان کا ساتھ نہیں دیا بلکہ ہندوؤں کا ساتھ دیا اور گاندھی کی دھوتی سے لپٹے رہے۔اُن کو اور اُن کی ذریت کو پاکستان کا قیام ایک آنکھ نہ بھایا۔اور جب مملکت خداداد پاکستان وجود میں آگیا تو وہی مخالفین پاکستان اپنا بستہ بوریا سمیٹ کر پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے لئے اپنے ہندونواز علماء کے خواب کو شرمندہ تعبیر بنانے کے لئے سازشیں تیار کرنے لگے تاکہ پاکستان کی سالمیت کو تباہ و برباد کیا جاسکے۔پاکستان سے ان کی عدوات دیکھئے کہ خان عبدالغفار خان جو کہ سرحدی گاندھی کے نام سے مشہور تھا جب تک زندہ رہا پاکستان کا کھاتا پیتا رہا اور پاکستان کے خلاف رہا۔جب مر گیا تو افغانستان میں دفنایا گیا۔جو کہ پاکستان کی سرزمین سے کھلی بغاوت ہے۔ مفتی محمود جو قیام پاکستان کے سرگرم مخالف رہے سرحد کے وزیر اعلیٰ بنے رہے۔

صرف یہی نہیں ان لوگوں نے پاکستان کو کمزور سے کمزور کرنے کے لئے اپنے پلان پر عمل جاری رکھا۔ آج ملک پاکستان جن مسائل سے دوچار ہے یہ سب انہیں ہندونواز گروہ کی مرہون منت ہے۔ کہیں طالبان کے نام سے مسلمان کا خون بہایا جارہا ہے، کہیں جھنگوی گروپ کے نام سے ، کہیں القاعدہ کے نام سے، کہیں لشکر طیبہ کے نام سے وغیرہ وغیرہ، یہ سب لوگ صرف مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں۔ان کے نشانے پر صرف مسلمان ہیں۔ہر طرف خودکش دھماکوں، بم بلاسٹ کے ذریعے مسلمانوں کا خون

بہایا جارہاہے۔ کیا یہ اسلام کی خدمت ہے ؟ کیا یہی ان کی توحید ہے کہ نہتے مسلمانوں کا خون بہایا جائے اور اپنے قلب و جگر کو تسکین دی جائے۔

لال مسجد کا واقعہ نظر میں رکھیئے جہاں ان لوگوں نے اسماعیلی شریعت کو نافذ کرنے کے لئے لال مسجد میں اسلحے کا ڈھیر لگایا اور حکومت کے اندر اپنی ایک حکومت قائم کرنی چاہی۔ میڈیا کی فوٹیج اس بات کی گواہ ہیں کہ یہ لوگ ماسک لگا کر اور ہاتھوں میں گنیں لئے مسجد کے باہر پھرتے تھے۔ اور ان کے پاس ایسے ماسک نظر آئے جو شاید پاکستانی فوج کے پاس بھی نہ ہوں۔ ذرا سوچیے تو سہی کہ ان کے پاس اس قسم کا جدید اسلحہ کہاں سے آیا ۔ظاہر ہے کہ یہود وہنود سے ہی حاصل کیا ہوا اسلحہ و بارود ہو سکتا ہے کیونکہ ان کی لڑائی یہود وہنود سے تو نہیں ہے یہ تو جہاد کر رہے ہیں تو مسلمانوں سے کر رہے ہیں اور ان کے نشانے پر وہ لوگ ہیں جو سلف صالحین کے طریقے پر چل رہے ہیں۔

ستم ظریفی دیکھئے کہ اب ایک طبقہ پھر ان کی دلجوئی کر رہا ہے۔ کہ لال مسجد پر اپریشن غلط تھا۔ حیرت ہوتی ہے ان لوگوں کی عقلوں پر کہ کل تک جس کو بُرائی کے طور پر پیش کر رہے تھے اچانک وہ لوگ صحیح نظر آنے لگے۔ عجیب حیرت کا مقام ہے ان کو یہ نظر نہیں آیا کہ یہ لوگ حکومت کے باغی تھے اور حکومت کی رٹ کو چیلنج کر رہے تھے۔ جگہ جگہ فساد مچاتے پھرتے تھے کبھی کسی کا اغواء کبھی کسی کا اغواء۔ لیکن اندھی عقیدت ہو تو ایسی ہو کہ یہ چیزیں ان اندھوں کو نظر نہیں آتی کہ اسلحے کے زور پر اپنی نام نہاد شریعت نافذ کر کے دوسرے مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دے کر ان کے خون سے ہولی کھیلنا کہاں کا انصاف ہے۔ دراصل ان نظریات کے حامل لوگ حکومت کے ایوانوں میں پس پردہ موجود ہیں اور حکومت کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ صحیح ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق حال ہی میں شریعت اسماعیلی کے تحت پاکستان میں تقریباًنو دس مزارات کو اس عقیدے کے لوگوں نے نشانہ بنایا۔ اور علماء اہلسنت کو قبر سے نکال کر لٹکایا گیا اور شہید کیا گیا۔ ابھی کتاب کی تیاری کے دوران ہی یہ اندوہناک خبر آئی کہ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار پُرانوار پر (19 رجب المرجب 1431ھ بروز جمعرات رات تقریباً دس بجے بمطابق جولائی 2010ء) دو خود کش دھماکے کئے گئے۔ جس سے تقریباً 43 مسلمان شہید ہوگئے اور سینکڑوں زخمی ہوگئے۔ کیا یہ نجدی و اسماعیلی شریعت کا کام نہیں ہے یقیناً ہے کہ ان کی نظر میں یہ شرک کے اڈے ہیں۔ یہ وہ مزار مبارک ہے کہ کسی دور میں بھی کسی کو اس پر نظر اُٹھانے کی جرائت نہیں ہوئی مگر آج اسماعیلی شریعت والے اس مزار مبارک کو شہید کرنے تلے ہوئے ہیں۔

پھر ایک مضحکہ خیز بات نام نہاد دانش ور اور صحافی وغیرہ وغیرہ میڈیا پر کہہ دیتے ہیں کہ دہشت گروں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے۔ یہ کہنا دراصل حقیقت پر پردہ ڈالنے کے مترادف ہے۔ ارے جب کوئی ایسی گھناؤنی حرکت کرتا ہے وہ ایک نظریے اور ایک عقیدے کے تحت ہی کرتا ہے۔ جو کہ ان دہشت گردوں کے قلب میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ ایسے ہی کوئی خود کش حملہ کر کے اپنی جان نہیں دیتا بلکہ ایک عقیدے کے تحت ہی جان کو داؤ پر لگاتا ہے۔ یقیناً یہ دہشت گرد مخصوص عقیدے و نظریے کے مالک ہیں جو کہ خوارج سے ملتا ہے جن کا عقیدہ و نظریہ یہی تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں باقی سارے کافرو مشرک ہیں اور ان سے جہاد کرنا جائز ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے لوگوں کے نیٹ ورک پر توجہ دی جائے اور ایسے حامل عقیدہ کے لوگوں کو جو مسلمانوں کا خون حلال جانتے ہوں شدت کے ساتھ نپٹا جائے

مگر یہ جبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ پہلے ان آستینوں کے سانپوں کو ختم کیا جائے جو اندر چھپے یہ ساری کاروائی کر رہے ہیں جب تک آستینوں میں یہ سانپ بیٹھے رہیں گے یہ لوگ نکلتے رہیں گے اور بے گناہوں کے خون سے ہولی کھیلتے رہیں گے۔

یہ لوگ اپنی وہابیت کو چھپانے کے لئے اہلسنت کا لیبل لگا رہے ہیں اور عوام الناس کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ مولانا ابو الکلام آزاد اپنے والد مولانا خیر الدین علیہ الرحمۃ کے حوالے سے کہتے ہیں۔

> جب اسماعیلیہ (اسماعیل دہلوی) غیر مقبول ہو گئی، تو وہابیت نے اپنے مکائد کی اشاعت کے لئے راہ تقیہ اختیار کی اور حنفیت کی آڑ قائم کر کے اپنے دیگر عقائد کی اشاعت کرنے لگی۔

(آزاد کی کہانی، صفحہ نمبر 100)

لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تقیہ بازوں سے بچا جائے اس کتاب میں ان کے نام نہاد جہاد سے پردہ اُٹھایا گیا ہے کہ درحقیقت ان لوگوں کا جہاد سکھوں یا انگریزوں سے نہیں تھا بلکہ انہوں نے مسلمانوں سے قتل و قتال کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔

شریعت کا یہ مسئلہ یاد رکھیئے کہ جو کسی مسلمان کو مسلمان جان کر مارے گا جہنمی ہو گا کجا اُس کو شہید کہا جائے۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اس کتاب کا بغور مطالعہ فرمائیں اور مصلح و ریفارمر کے روپ میں خونی لٹیروں کے گروپ کو پہچان کر ان سے کنارا کشی فرما کر اپنے دین و ایمان کی حفاظت فرمائیں۔

یہ کام بروز جمعہ، 12 / رجب المرجب 1431ھ بمطابق 25 / جون 2010ء کو شام تقریباً پانچ بجکر پانچ منٹ پر شروع کیا اور آج بروز بدھ 29 / شعبان المعظم 1431ھ بمطابق 11 / اگست 2009ء صبح تقریباً سات بجے پر ختم ہوا۔

نیاز مند

ابو العادل سید محمد عاقل ہمدآنی قادری

تفصیل میں جانے سے پہلے جاننا چاہیے کہ تین اشخاص یعنی محمد بن عبد الوہاب نجدی، سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی کی ان کے چاہنے والوں کی نظر میں کیا حیثیت و مقام ہے یہ ضروری ہے کیونکہ باقی گروہ انہیں مذکورہ بالا افراد کے چاہنے والوں کا ہے اور انہیں کے عقیدہ و نظریات کو لے کر یہ گروہ آگے بڑھے ہیں ان سے جو شاخیں نکلیں وہ زیادہ تر مشہور وہابی دیوبندی،وہابی اہلحدیث،وہابی غیر مقلد،وہابی مودودی، وہابی اسراری وغیرہ وغیرہ ہیں۔۔لہذا سب سے پہلے ان تینوں کا مقام ان کے چاہنے والوں کے نزدیک کیا ہے بیان کرتے ہیں تاکہ قارئین کو سمجھنے میں آسانی ہو مختصراً عرض کرتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی

مکتبہ دیوبند کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں لکھتا ہے۔

محمد بن عبد الوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت و شرک سے روکتا تھا مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل، صفحہ نمبر 266)

گنگوہی مزید لکھتا ہے۔

محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل، صفحہ نمبر266)

مکتبہ دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نجدیوں کے متعلق لکھتا ہے۔

نجدی عقائد کے معاملہ میں اچھے ہیں مگر عمل میں کچھ بودے معلوم ہوتے ہیں نرے نجدی ہیں اگر تھوڑے سے وجدی بھی ہوتے تو اچھا ہوتا۔

(ملفوظات حکیم الامیت المعرف الافاضات الیومیہ، جلد4 صفحہ نمبر33)

مکتبہ دیوبند کے امام الکبیر مولوی قاسم نانوتوی کے سوانح نگار مناظر احسن گیلانی، سید احمد بریلوی کے متعلق لکھتا ہے۔

نجد کے باشندے، اور اسی علاقہ کے ایک عالم (سید احمد بریلوی) محمد بن عبد الوہاب اس تحریک کے سب سے بڑے علم بردار تھے۔

(سوانح قاسمی، جلد2 صفحہ نمبر20)

ڈاکٹر اسرار احمد لکھتا ہے۔

میں انھیں (محمد بن عبد الوہاب نجدی) بھی مجددین کی فہرست میں شامل کرتا ہوں۔

(حقیقتِ تصوف، صفحہ 15، بحوالہ تنویر الابرار لادفع الاسرار الاشرار، صفحہ نمبر 24)

معلوم ہوا کہ اس گروہ کے نزدیک محمد بن عبد الوہاب ایک اچھا آدمی تھا اور اس کے عقائد عمدہ تھے۔ اور مجدد دیں تھا وغیرہ وغیرہ۔

سید احمد بریلوی و مولوی اسماعیل دہلوی

مکتبہ دیوبند کے امام الکبیر مولوی قاسم نانوتوی کے سوانح نگار مناظر احسن گیلانی، سید احمد بریلوی کے متعلق لکھتا ہے۔

تیرہویں صدی کے مجدد کا ظہور۔

(سوانح قاسمی، جلد 1 صفحہ نمبر 63)

مکتبہ دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی سید احمد بریلوی کے متعلق لکھتا ہے۔

سید احمد صاحب مجدد تھے۔

(جدید ملفوظات، صفحہ نمبر 345)

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

ہندوستانی غازی پہلے سے آپ کو "امیر المومنین" کہتے تھے۔

(سید احمد شہید، صفحہ نمبر 353)

تھانوی اور مزید لکھتا ہے۔

ہندوستان میں بدعت کا قلع قمع حضرت سید صاحب اور مولانا شہید صاحب کی بدولت ہوا۔ مولانا تو (اسماعیل دہلوی) تو برہنہ شمشیر تھے ۔اور حضرت سید احمد کی ذات بھی بڑی برکت والی تھی جہاں جہاں کو تشریف لیگئے وہاں اب تک برکات (وہابیہ عقائد) موجود ہیں۔ تھانہ بھون بھی تشریف لائے ہیں۔

(ملفوظات حکیم الامیت المعرف الافاضات الیومیہ، جلد 6 صفحہ نمبر 215-216)

مکتبہ دیوبند کے امام الکبیر مولوی قاسم نانوتوی کے سوانح نگار مناظر احسن گیلانی، سید احمد بریلوی کے متعلق لکھتا ہے۔

یہ حضرات (سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی) خالص اسلامی توحید کے مجسم نمونہ بھی تھے۔

(سوانح قاسمی، جلد 2 صفحہ نمبر 336)

یہی مکتبہ دیوبند کے امام الکبیر مولوی قاسم نانوتوی کے سوانح نگار مناظر احسن گیلانی، سید احمد بریلوی کے متعلق لکھتا ہے۔

(قاسم نانوتوی کو) مولنا شہید (مولوی اسماعیل دہلوی) سے عشق تھا۔

(سوانح قاسمی، جلد 2 صفحہ نمبر 18)

معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے نزدیک سید احمد بریلوی، مجدد، امیر المؤمنین، برکت والے، اور خالص اسلامی توحید کے مجسم نمونہ تھے۔

قارئین کرام کو یہ معلوم ہونا چاہے کہ مسلمانوں کی حکومت سلطنت عثمانیہ جو ایک مضبوط اور مستحکم سلطنت تھی انگریزوں کے آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھی ہوئی تھی یہ

وہ ترک قوم تھی جس نے خود تو ہزارہا تکلیفیں اٹھائی مگر مسلمانوں کا خیال رکھا۔ مگر جب یہ حکومت برطانیہ و جرمنی سے اُلجھی ہوئی تھی اور کچھ اپنوں کی غداری بھی شامل ہوگئی تو ایسے حالات میں محمد بن عبدالوہاب کے عقیدت مندوں نے اس سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی اور حجاز مقدس پر قبضہ کرلیا۔

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ نجدی آل سعود یہودونصاری کی معاونت سے مسلمانوں پر شب خون مار کر حجاز مقدس پر قبضہ کیا اور اس کا نام تبدیل کرکے اپنے نام پر یعنی سعودی عرب رکھا۔ یہ لوگ یہود و نصاریٰ سے تو محبت و الفت رکھتے ہیں مگر مسلمانوں سے قتل و غارت گری کا بازار گرم رکھنے کو باعث سے ثواب عین توحید سمجھتے ہیں۔ اور ہوس اقتدار میں اتنے اندھے ہوئے کہ مکہ و مدینہ پر بھی چڑھائی سے نہ کترائے جب کہ مکہ و مدینہ میں قتال منع ہے۔ ان لوگوں کا یہ خاصہ رہا ہے کہ مسلمانوں کی بجائے انھوں نے یہودی و نصاری کا ساتھ دیا۔ اسلام کا صرف لیبل چڑھا رکھا ہے درپردہ ان کا یارانہ یہودونصاری کے ساتھ ہے۔ یقین نہ آئے تو ابھی سن نوے کی دہائی میں جب صدام حسین نے کویت پر قبضہ کیا تو ان کو اپنا اقتدار خطرے میں محسوس ہوا۔ فوراً ''المدد یا امریکہ'' اور ''المدد یا برطانیہ'' کا نعرہ لگایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرنے پر تو کفر و شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں مگر یہی لوگ اللہ عزوجل کو چھوڑ کر امریکہ و برطانیہ سے مدد طلب کرتے ہیں تو ان کی توحید رخصت ہو جاتی ہے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے جنگی بیڑے کتنی سرعت کے ساتھ اپنے دوستوں کی امداد کے لئے روانہ کئے۔ اور یہودونصاری کے ناپاک قدم ایک بار پھر حجاس مقدس میں داخل ہوئے۔ اور یہ بھی سب

جانتے ہیں کہ ان یہود و نصاری نے سرزمین عرب میں جو فحاشیاں کیں ہیں سب کو معلوم ہیں یہاں تک کہ سور کا گوشت سرزمین عرب میں آنے لگا۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اگر صدام حسین نے غلطی کی تو اس کو مسلمانوں کے فورم پر اٹھانا چاہیے تھا۔اور اس کو اس غلطی کا احساس دلاتے نہ کہ ایک مسلمان ملک پر یہود و نصاری سے لشکر کشی کراتے۔ جس کی بدولت ہزار ہا مسلمانوں کو یہود و نصاری نے اپنی بمبارمٹ کے ذریعے شہید کر ڈالا۔اور عراق کا جو یہود و نصاری نے حال کیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ عرصہ گزرنے کے باوجود بھی یہودی و نصاری اس سرزمین عرب سے چمٹے ہوئے ہیں۔

تاریخ کا ایک واقعہ آپ کو یاد دلاؤں کہ یہودی و نصاری نے یہ دیکھا کہ مسلمانوں میں آپس میں اجتہادی اختلاف کی سی کیفیت ہے تو انہوں نے اس موقع سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کا تہیہ کیا اور اپنے منصوبے کے مطابق انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط بھیجا کہ ہم آپ کی امداد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے میں کرنا چاہتے ہیں تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر جو جواب دیا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔کچھ مفہوم یوں ہے کہ اے رومی کتے! یہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے اگر تو نے مداخلت کی تو میں اپنے بھائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مل کر وہ سبق سکھاؤں گا جو یاد رکھے گا۔لہذا یہود و نصاری کو جرأت نہ ہوئی ۔اور اُن کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

ایسا ہی یہاں بھی ہونا چاہیے تھا کہہ دیا جاتا کہ ہم مسلمانوں کا آپس کا معاملہ ہے کسی غیر قوم کو اس میں مداخلت کی جرأت نہیں کرنی چاہیے ہم اپنا مسئلہ خود اپنے پلیٹ فارم

پر حل کر لیں گے کسی کو اس میں ٹانگ اڑانے کی بیوقوفی نہیں کرنی چاہیے اور اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو ہم مسلمان ممالک مل کر تمہارے خلاف اعلان جنگ کر دیں گے مگر اس کے بر عکس مسلمان حکومت کے خلاف یہود و نصاری سے مدد مانگی گئی اور ان کی امداد سے اپنے ایک مسلمان ملک کو تہہ و بالا کروایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی کی گئی۔

ایسی ہی ایک کہانی پاک وہند میں رچائی گئی کہ اس کہانی کے کردار سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی ہیں جنہوں نے اپنے نام نہاد جہاد کی ابتداء بھی مسلمانوں سے کی اور انتہا بھی مسلمانوں سے۔ اور انگریزوں سے یارانہ گانٹھا اور اُن کی دعوتیں اُڑائیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ یہود و نصاری کو دوست نہ بنائے۔ مگر توحید پرستوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو پس پشت رکھ کر ان سے دوستیاں بڑھائیں۔ اور اللہ عزوجل کے فرمان کے خلاف چلے۔ چند آیات مقدسہ پیش کی جاتی ہیں تاکہ قارئین کرام خود اندازہ فرمالیں کہ اُن کا کتنا بُرا ٹھکانا ہو گا۔ اور توحید پرستوں کی یہودی ونصاری، کافروں مشرکوں سے دوستی رکھنے کے انجام سے باخبر ہو جائیں۔

قرآن حکیم کی روشنی
میں
یہود وہنود و نصاریٰ
کو
دوست بنانے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ سے دوستی والفت کی ممانعت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡيَهُوۡدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوۡلِيَآءَ ‌ۘ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ‌ؕ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ۔

(پ6،سورۃ المائدۃ، آیت نمبر51)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤوہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔

اس آیت میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی و موالات یعنی ان کی مدد کرنا، ان سے مدد چاہنا، ان کے ساتھ محبت کے روابط رکھنا ممنوع فرمایا گیا یہ حکم عام ہے اگرچہ آیت کا نُزول کسی خاص واقعہ میں ہوا ہو۔

شانِ نُزول:۔ یہ آیت حضرت عبادہ بن صامت صحابی اور عبد اللہ بن اُبَی بن سلول کے حق میں نازل ہوئی جو منافقین کا سردار تھا۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود میں میرے بہت کثیر التعداد دوست ہیں جو بڑی شوکت و قوت والے ہیں، اب میں ان کی دوستی سے بیزار ہوں اور اللہ و رسول کے سوا میرے دل میں اور کسی کی مَحبت کی گنجائش نہیں، اس پر عبد اللہ بن اُبَی نے کہا کہ میں تو یہود کی دوستی سے بیزاری نہیں کر سکتا، مجھے پیش آنے والے حوادث کا اندیشہ ہے اور مجھے ان کے ساتھ رسم و رواہ رکھنی ضرور ہے، حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ یہ یہود کی دوستی کا دم بھرنا تیرا ہی کام ہے، عبادہ کا یہ کام نہیں اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔(خازن)

اس سے معلوم ہوا کہ کافر کوئی بھی ہوں ان میں باہم کتنے ہی اختلاف ہوں، مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ سب ایک ہیں "اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ"۔ (مدارک)

اس میں بہت شدّت و تاکید ہے کہ مسلمانوں پر یہود و نصارٰی اور ہر مخالفِ دینِ اسلام سے علیحدگی اور جدا رہنا واجب ہے۔ (مدارک وخازن)

جو کافِروں سے دوستی کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، حضرت ابو موسٰی اشعری رضی اللہ عنہ کا کاتب نصرانی تھا، حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ نصرانی سے کیا واسطہ؟ تم نے یہ آیت نہیں سنی "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ. الآیۃ" انہوں نے عرض کیا اس کا دین اس کے ساتھ مجھے تو اس کی کتابت سے غرض ہے، امیر المومنین نے فرمایا کہ اللہ نے انہیں ذلیل کیا تم انہیں عزّت نہ دو، اللہ نے انہیں دور کیا تم انہیں قریب نہ کرو حضرت ابو موسٰی نے عرض کیا کہ بغیر اس کے حکومتِ بصرہ کا کام چلانا دشوار ہے یعنی اس ضرورت سے مجبوری اس کو رکھا ہے کہ اس قابلیّت کا دوسرا آدمی مسلمانوں میں نہیں ملتا، اس پر حضرت امیر المومنین نے فرمایا نصرانی مر گیا والسلام یعنی فرض کرو کہ وہ مر گیا اس وقت جو انتظام کرو گے وہی اب کرو اور اس سے ہرگز کام نہ لو یہ آخری بات ہے۔ (خازن)

(تفسیر خزائن العرفان)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ۔

(پ5، سورۃ النساء، آیت نمبر 144)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اے ایمان والو کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمانوں کے سوا کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لئے صریح حجت کرلو۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۔ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۔

(پ28،سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر1)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور تمہیں اس پر کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو تم انہیں خفیہ پیام محبّت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو اور تم میں جو ایسا کرے وہ بیشک وہ سیدھی راہ سے بہکا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔

(پ6،سورۃ المائدۃ، آیت نمبر57)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اے ایمان والو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے وہ جو تم

سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافران میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ۔

(پ3، سورۃ آل عمران، آیت نمبر28)

ترجمہ کنزالایمان:۔ مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اُسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

(پ3، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر254)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اے ایمان والو اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید فروخت ہے نہ کافروں کے لئے دوستی اور نہ شفاعت اور کافر خود ہی ظالم ہیں۔

جن پر اللہ کا غضب ہو اُن سے دوستی کی ممانعت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ۔

(پ28،سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر13)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے۔

تَرٰى كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ فِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۔

(پ6،سورۃ المائدۃ، آیت نمبر80)

ترجمہ کنزالایمان:۔ ان میں تم بہت کو دیکھوگے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں کیا ہی بُری چیز اپنے لئے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

کافروں کو دوست بنانے والے فاسق ہیں

ارشاد ربانی ہے۔

وَ لَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِیِّ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔

(پ6،سورۃ المائدۃ، آیت نمبر81)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور ان نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر اُن میں تو بہتیرے فاسق ہیں۔

الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۔

(پ5،سورۃ النساء، آیت نمبر139)

ترجمہ کنز الایمان:۔ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا اُنکے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے۔

قائین کرام !ان مذکورہ بالا آیات کریمہ سے صاف روشن بیان ہے کہ یہودونصاری کافرومشرکین سے دوستی اور ان سے محبت کرنا ناجائز ہے۔اور ایسے لوگ فاسق ہیں اور مستحق عذاب۔

دوست بنانے کے قابل کون لوگ؟

ارشاد ربانی ہے۔

وَمَنۡ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَاِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ۔

(پ6،سورۃالمائدۃ،آیت نمبر5)

ترجمہ:۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ رٰكِعُوۡنَ۔

(پ6،سورۃالمائدۃ،آیت نمبر55)

ترجمہ کنز الایمان:۔ تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہود ونصاری، کافر اور مشرکین مسلمان کے دوست نہیں ہوسکتے۔اور جو ان کو دوست بنائے گا وہ فاسق ہوگا اور عذاب الٰہی کا مستحق ٹھہرے گا اور جو لوگ اللہ و رسول اور ایمان والوں کو دوست بناتے ہیں وہ کامیاب اور فلاح پانے والے ہیں۔

دیکھ تو اپنے ہی آئنوں میں اپنی صورت
عکس خود بولیں گے انگریز کی غلامی والے

انگریز کے پروردہ ہیں یہ تیرے آقا

دیتا ہے جنہیں زور قلم کا سہارا

کیا محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک ایک اصلاحی تحریک تھی؟

مولوی اسماعیل دہلوی کا سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

> ابن عبدالوہاب جس نے دوبارہ مکہ اور مدینہ کو اسلامی شریعت کی پابندی کے لحاظ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا سا بنا چاہا، اور آخر میں اپنی خونریز کوششوں میں کامیاب ہو کے اسلامی احکام کا پابند ہونے کے لئے ہر شخص مکی اور مدنی مجبور کیا گیا تھا۔

(حیات طیبہ، صفحہ نمبر 299)

محمد احسن لکھتا ہے۔

> محمد بن عبدالوہاب کی اصلاحی دعوت کیا تھی؟ مختلف بدعات بے دینی اور غلط رسومات کے خلاف اعلان جنگ تھا۔

(محمد بن عبدالوہاب، صفحہ نمبر 9)

مندرجہ بالا دونوں عبارات سے چند باتیں سامنے آتی ہیں۔

1 محمد بن عبدالوہاب کی تحریک ایک اصلاحی تحریک تھی۔

2 مکہ و مدینہ کو دوبارہ دور نبوی کا سا بنانا چاہا۔

3 خون ریز لڑائی لڑ کر کامیاب ہوا۔

4 مکہ و مدینہ کے رہنے والوں کو اسلامی احکام کا پابند بنانے کے لئے مجبور کیا گیا۔

قارئین کو یہ بتاتے چلیں کہ مکہ و دینہ کے مسلمانوں کو اسلامی احکام کا پابند بنانے پر جو مجبور کیا گیا کیا وہ اسلامی احکام سے دور تھا اور اسلامی احکام پر عمل پیرا نہیں تھے ؟ مکہ مدینہ والے ضرور اسلامی احکام کی پابندی کرتے تھے اور تعلیمات اسلامیہ کے تحت زندگی بھی گزارتے تھے مگر نجدی نے جو غیر منافی اسلامی احکام جاری کئے دراصل اُن کی پابندی کرانے کے لئے مکہ و مدینہ کے مسلمانوں کو مجبور کیا گیا اور اُن پر اپنے وہابی عقائد و نظریات ٹھونسنے کی کوشش کی۔ لہذا نہ یہ اصلاحی دعوت تھی نہ ہی ان نظریات کا تعلق اسلام سے تھا بلکہ یہ خالصتاً وہابی عقائد کا پرچار تھا۔ انھوں نے اپنے وہابی عقائد کو پھیلانے کے لئے خون ریزی کی۔ قارئین کو معلوم ہونا چاہیے کہ کیا یہ خون ریز نام نہاد جہاد کافروں، مشرکوں سے کیا گیا یا مسلمانوں سے ؟۔ تو صاف ظاہر ہے کہ مکہ و مدینہ میں کافر و مشرک تو بستے نہیں تھے یقیناً مکہ و مدینہ میں مسلمان ہی آباد تھے لہذا ثابت ہوا کہ نجدی کا جہاد مسلمانوں سے تھا نہ کہ یہود و نصاریٰ اور کافر و مشرکین سے۔

علامہ آفندی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ :۔

”محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ان کے دلوں میں یہ بات بٹھا دی تھی کہ آسمان کے نیچے جس قدر لوگ ہیں علی الاطلاق مشرک ہیں اور جو مشرک کو قتل کرے گا اُس کے لیے جنت لازم ہے۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی ان میں نبی کی طرح تھا وہ اس کے کسی قول کو نہ

چھوڑتے تھے اور نہ اُس کے حکم کے بغیر کوئی کام کرتے۔ اس کی از حد تعظیم کرتے تھے۔

(الفجر الصادق، ص20، مطبوعہ استنبول، بحوالہ وہابی مذہب، صفحہ نمبر 165-166)

دار لعلوم دیوبند کے صدرالمدرسین مولوی حسین احمد مدنی ثم ٹانڈوی نجدیوں کے متعلق لکھتا ہے۔

چونکہ سلطان عبدالحمید خاں مرحوم کے اوائل زمانہ حکومت میں نجدیوں کا حجاز پر غلبہ ہوچکا تھا اور انہوں نے دس برس مکہ معظمہ میں اور تین برس اخیر کے مدینہ منورہ میں حکومت کی تھی یہ لوگ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو تھے اور اپنے عقائد و اعمال میں نہایت سخت غالی تھے انہوں نے اہالی حرمین پر بہت زیادہ تشدّدات کئے تھے اور اپنے مخالف عقائد و اعمال والوں کو بہت زیادہ ستایا تھا۔

(نقش حیات کامل، صفحہ نمبر 120)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نجدی عقائد و اعمال میں سخت قسم کے غالی تھے اور حرمین شریفین میں رہنے والوں پر بہت زیادہ تشدد کیا کرتے تھے اور مخالف عقائد و اعمال رکھنے والوں کو بہت زیادہ ستاتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ان کو اسلام کی اشاعت سے دلچسپی نہیں تھی صرف اپنے عقائد و اعمال کے نشریات کے اشاعت کی دلچسپی تھی تاکہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ گستاخ و بے دین بنایا جاسکے۔ کیا اس کی تحریک کو اصلاحی تحریک کہی جاسکتی ہے؟ ہر گز نہیں۔

اتنا نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

نجدی
جہاد کی کہانی

راہزن خضر کی قبا چھین کر
رہنما بن گئے دیکھتے دیکھتے

قارئین کرام! اب ہم آپ کو نجدی جہاد کی طرف لیے چلتے ہیں جس سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جن کو یہود و نصاریٰ، کافر و مشرک سے جہاد کرنا چاہیے تھا وہ مسلمانوں سے جہاد کر کے ثواب کما رہے ہیں۔

برطانوی جاسوس ہمفرے لکھتا ہے۔

حکومت برطانیہ نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کو اسلحے سے اچھی طرح لیس کرنے کے بعد ضرورت کے موقع پر اس کی مدد کی تائید کی تھی اور شیخ ہی کی مرضی کے مطابق جزیرۃ العرب میں واقع نجد کے قریب علاقے کو اس کی حاکمیت کا پہلا مقام قرار دیا تھا۔

(ہمفرے کے اعترافات، ص128)

حکومت برطانیہ کی امداد کے بل بوتے پر مسلمانوں سے جہاد کرنے والا، حکومت برطانیہ کی امداد سے توحید پھیلانے والا، حکومت برطانیہ کی امداد سے دور نبوی کا اسلام لانے والا، برطانیہ کی امداد سے مجدد بننے والا:۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب 1703ء/1115ھ/ تا 1792ء/1206ھ بارہویں صدیں کی ابتداء میں پیدا ہوئے۔ ان کی شخصیت نے ملت اسلامیہ میں افتراق اور انتشار کا ایک نیا دروازہ کھولا۔ اہل اسلام میں کتاب و سنت کے مطابق جو معمولات صدیوں سے رائج تھے انہوں نے ان کو کفر و شرک قرار دیا۔

مقابر صحابہ اور مشاہد و مآثر کی بے حرمتی کی، قبّہ جات کو مسمار کر دیا، رسومات صحیحہ کو غلط معنی پہنائے اور ایصال ثواب کی تمام جائز صورتوں کی غلط تعبیر کر کے انہیں "الذبح لغیر اللہ" اور "النذر لغیر اللہ" کا نام دیا، توسل کا انکار کیا اور انبیاء علیہم السلام اور صلحاء امت سے استمداد اور استغاثہ کو یدعون من دون اللہ کا جامہ پہنا کر عبادت لغیر اللہ قرار دیا۔ انبیاء علیہم السلام، ملائکہ کرام اور حضور تاجدار مدنی محمد مصطفیٰ علیہ التحیّۃ والثناء سے شفاعت طلب کرنے والوں کے قتل اور ان کے اموال لوٹنے کو جائز قرار دیا۔

شیخ نجدی نے جس نئے دین کی طرف لوگوں کی دعوت دی، وہ عرفِ عام میں وہابیت کے نام سے مشہور ہوا اور ان کے پیروکار وہابی کہلائے۔ چنانچہ شیخ نجدی کے متبعین اپنے آپ کو برملا وہابی کہتے اور کہلاتے ہیں۔ چنانچہ علامہ طنطناوی نے لکھا ہے۔ اما محمد، فھو صاحب الدعوۃ التی عرفت بالوھابیۃ (یعنی محمد بن عبدالوہاب نے جس تحریک کی دعوت دی تھی وہ وہابیت کے نام سے معروف ہے

(محمد بن عبدالوہاب، ص 13 شیخ علی طنطناوی جوہری مصری متوفی 1358ھ بحوالہ تاریخ نجد و حجاز، ص 23)

مولوی عبیداللہ سندھی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:۔

"امام شوکانی کے شاگرد محمد بن ناصر حازمی لکھتے کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کی دو باتیں ہیں جو پسند نہیں کی جاتیں۔ ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے چند بے اساس امور کی بناء پر تمام دنیا کو کافر قرار دیا ہے۔ چنانچہ علامہ داؤد بن سلیمان نے شیخ موصوف کے اس دعویٰ کا نہایت مناسب رد لکھا ہے اور ان کی دوسری زیادتی یہ تھی کہ بلا کسی دلیل و حجت کے انہوں نے بے گناہوں کو قتل کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ

شیخ موصوف یہ اعلان کیا کرتے تھے کہ جس نے اللہ کے سوا کسی اور سے دُعا کی یا کسی نبی، بادشاہ اور عالم کو اس میں وسیلہ بنایا تو وہ مشرک ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے روئے زمین کے سب مسلمانوں کو تکفیر کا نشانہ بنا دیا۔ چنانچہ جو مسلمان اولیاء سے دُعا کرتے ہیں۔ ان کو موصوف نے کافر قرار دیا اور جو ان کے کفر میں شک کرے۔ شیخ موصوف نے ان شک کرنے والوں کو بھی کافر ثابت کیا۔ موصوف نے اس طرح دُنیا جہان کے مسلمانوں کو زُمرۂ کفار میں داخل کر دیا"۔

(شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک، ص229۔230 بحوالہ وہابی مذہب، صفحہ نمبر 167)

مولوی عبید اللہ سندھی دیوبندی کی مذکورہ بالا عبارات سے چند باتیں سامنے آتی ہیں۔

1 محمد بن عبد الوہاب نجدی کی نظر میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر ہے۔

2 نجدی بے گناہوں کے قتل کی اجازت دیتا تھا۔

3 نجدی عقائد میں کسی نبی کو وسیلہ بنایا تو مشرک۔

4 نجدی عقائد میں کسی عالم کو وسیلہ بنایا تو مشرک۔

5 نجدی عقائد میں کسی بادشادہ کو وسیلہ بنایا تو مشرک۔

6 نجدی عقائد میں جو ان کے کفر میں شک کرے وہ کافر۔

صدر المدرسین دار العلوم دیوبند مولوی حسین احمد ٹانڈوی لکھتا ہے۔

محمد بن عبد الوہاب کی اس جماعت نے چونکہ اہل مدینہ اور اہل مکہ و حجاز کے عام باشندوں کو اس مدت اقامت حجاز میں بہت زیادہ ستایا تھا۔

لوگوں کو قتل کرنا، مار پیٹ، لوٹنا، ذلیل کرنا وغیرہ وغیرہ عمل میں لاتے رہتے تھے جیسا کہ وہاں پر مشہور و معروف ہے اور صاحب ردالمختار لکھتا ہے کہ یہ لوگ صرف اپنی جماعت کو مسلمان سمجھتے تھے اور دوسری جماعتوں کو مشرک اور غیر مسلم کہتے تھے اور اُن کے اموال اور جانوں کو لوٹنا اور ضائع کرنا حلال جانتے تھے۔

(نقش حیات کامل، صفحہ نمبر431)

دارالعلوم دیوبند کے صدرالمدرسین مولوی حسین احمد ٹانڈوی کی مذکورہ بالا عبارت سے چند باتیں سامنے آتی ہیں۔

1 نجدی دھرم میں مکہ و مدینہ کے مسلمانوں کو ستانا ثواب۔

2 لوگوں کی جانوں کو قتل کرنا حلال۔

3 لوگوں کی مار پیٹ کرنا ثواب

4 لوگوں کے اموال لوٹنا حلال۔

5 لوگوں کو ذلیل کرنا جائز۔

مدرسہ دیوبند کے صدر المدرسین حسین احمد مدنی ثم ٹانڈوی نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

”محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے“۔

(الشہاب الثاقب، ص43)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی کی مذکورہ بالا عبارت سے چند باتیں سامنے آتی ہیں۔

1 نجدی عقیدے میں تمام مسلمان مشرک و کافر۔

2 ان کے عقیدے کے خلاف عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں سے قتل و قتال کرنا واجب

3 ان کے اموال چھین لینا واجب

مکتبہ دیوبند کی متصدقہ کتاب المہند علی المفند جس پر کثیر علمائے دیوبند نے مہر تصدیق ثبت کی ہے اس کا سوال وجواب نقل کرتے ہیں تاکہ حقیقت معلوم ہو جائے۔

بارھواں سوال:۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو یا کیا مشرب ہے۔

جواب:۔ ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب در مختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنھوں نے عوام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے، اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے ہیں، آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم انکی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی

سہی اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بناء پر انھوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی شوکت توڑ دی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور اسکا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ مشائخ میں نہیں نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ میں نہ تصوف میں اب رہا مسلمانوں کی جان و مال و آبرو کا حلال سمجھنا سو یا ناحق ہو گا یا حق، پھر اگر ناحق ہے تو یہ بلا تاویل ہو گا جو کفر اور خارج از اسلام ہوتا ہے، اور اگر ایسی تاویل سے ہے جو شرعاً جائز نہیں تو فسق ہے، اور اگر بحق ہو تو جائز بلکہ واجب ہے، باقی رہا سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو حاشا ہم ان میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ فعل ہمارے نزدیک رفض اور دین میں اختراع ہے ہم تو ان بدعتیوں کو بھی جو اہل قبلہ ہیں جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں کافر نہیں کہتے ہاں جس وقت دین کے کسی ضروری امر کا انکار ثابت ہو جائے گا تو کافر سمجھیں گے اور احتیاط کریں گے، یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے جملہ مشائخ رحمہم اللہ کا ہے۔

(المہند علی المفند، ص28-30)

علماء دیوبند کی متصدقہ کتاب ''المہند'' کی مذکورہ بالا عبارت سے چند باتیں سامنے آتی ہیں۔

1 نجدی عقائد میں خوارج کی جماعت ہے۔

2 نجدی عقائد میں مسلمانوں سے قتال کو حلال ہے۔

3 نجدی عقائد میں مسلمانوں کی جانیں حلال۔

4 نجدی عقائد میں مسلمان عورتوں کو قیدی بنانا جائز۔

5 نجدی حنبلی ظاہر کرتے ہیں۔

6 نجدی عقائد میں اہل سنت و علماء اہل سنت کا قتل مباح۔

7 دیوبندیوں کے نزدیک نجدی باغی ہیں۔

8 نجدی عقائد میں بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک۔

مدرسہ دیوبند کے صدر المدرسین حسین احمد مدنی ثم ٹانڈوی نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں محمد ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق مزید لکھتا ہے کہ:۔

"صاحبو محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس نے اہل سنت و الجماعت سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں سلف و صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اسکی تکلیف شدیدہ کے

مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا"۔

(الشہاب الثاقب، ص42)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی کی مذکورہ بالا عبارت سے چند باتیں سامنے آتی ہیں۔

1 نجدی عقائد و نظریات فاسد و باطل عقیدے پر مبنی ہیں۔

2 نجدی عقائد میں اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال جائز۔

3 نجدی اپنے باطل و فاسد عقائد جبراً مسلمانوں پر ٹھونستا تھا۔

4 نجدی نے اہل حرمین خصوصاً اہل حجاز کو بہت شدید تکلیفیں پہنچائیں۔

5 نجدی عقائد میں سلف صالحین کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنا جائز۔

6 نجدی فوج کے ہاتھوں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔

7 نجدی ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔

قارئین کرام! اندازہ لگایئے کہ ایک طرف تو نجدی کے عقائد و نظریات کو باطل بتایا جا رہا ہے تو دوسری طرف اس جماعت کے بڑے اس کے عقائد و نظر سے متفق ہیں۔ ایک طرف اس کو باغی و خونخوار بتایا جا رہا ہے تو دوسرے رخ سے اس کو عامل بالحدیث بتایا جارہاہے۔ ایک طرف اس کی دعوت کو اصلاحی دعوت بتائی جارہی ہے تو دوسری طرف اس کے کلمات کو سلف صالحین کی شان میں گستاخی و بے ادبی بتائے جا رہے ہیں۔ ایک طرف اس کو اچھا بتایا جارہا ہے تو دوسری طرف ظالم وفاسق بتایا جارہاہے۔ کیا اس طرح جھوٹ بول کر عوام الناس کے عقائد و نظریات سے کھلواڑ کرکے اپنی دکان چمکانے کی

کوشش نہیں کررہے۔ یہاں ٹھہر کر ہم قارئین کرام کو صرف یا باور کرانا چاہتے ہیں کہ چاہے یہ نجدی کو اچھا کہیں یا بُرا مگر یہ لوگ عقائد و نظریات میں تقریباً ان کے ہم نوالہ وہم پیالہ ہیں۔ اور ان کا جہاد عملی طور پر صرف مسلمانوں سے ہی ہے زبانی طور چاہے یہود و نصارٰی کو کتنا ہی بُرا بھلا کہتے رہیں۔ جس کی زندہ مثال آج کل یہ لوگ پاکستان میں پیش کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل کر ثواب کمارہے ہیں۔ اللہ تعالٰی ان کو عقل سلیم عطا فرمائے آمین۔

مزید نجدی جہاد کی جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے۔

مکتبہ دیوبند سے تعلق رکھنے والا شورش کاشمیری لکھتا ہے۔

"سلطان عبدالحمید نے پہلی دیواریں ڈھاکر نئ دیواریں بنوائیں اور ریاض الجنت کے ستونوں پر سونے چاندی کے محلول سے آیات لکھوائیں اسمائے باری تعالٰی اور منتخب احادیث کندہ کرائیں بعض مقامات پر تسمیہ لکھا گیا قصیدہ بردہ رقم کرایا لیکن موجودہ حکومت نے اللہ تعالٰی کے اسمائے حسنہ اور قرآنِ پاک کی آیات کے سوا ہر چیز مٹا دی ہے بعض ستونوں پر سیاہی پھیری ہوئی اور بعض کے حروف کھود کر ان میں پلستر بھر دیا ہے"۔

(شب جائے کہ من بودم، صفحہ نمبر144)

شورش کاشمیری اور لکھتا ہے۔

"سعودی حکومت نے عہد رسالت مآبؐ کے آثار صحابہ کرام کے مظاہر اور اہلبیت کے شواہد اس طرح مٹا دیئے ہیں کہ جو چیزیں

ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر محفوظ کرنی چاہیئے تھیں وہ ڈھونڈھ کر محو کر دی گئی ہیں۔ کہیں کوئی کتبہ یا نشان نہیں، لوگ بتاتے اور ہم مان لیتے ہیں حکومت کے نزدیک ان آثار نقوش اور مظاہر و مقابر کا باقی رکھنا بدعت ہے عقیدۂ توحید کے منافی ہے سُنّت رسولؐ کے خلاف ہے لیکن عصر حاضر کی ہر جدت جدّہ ہی میں نہیں پورے حجاز (سعودی عرب) میں موجود ہے بلکہ بڑھ پھیل رہی ہے کیا قرآن و سنت کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا؟ شاہ فیصل کی تصویریں ہوٹلوں میں لٹک رہی ہیں انہیں حکومت نے خود مہیا کیا ہے ایئرپورٹ پر اُترتے ہی شاہ فیصل کی تصویر نظر پڑتی ہے قہوہ خانوں اور ریستورانوں میں ان تصویروں کی بہتات ہے لیکن اس میں کوئی بدعت نہیں! بدعت اسلاف کی یادیں بنانے اور باقی رکھنے میں ہے؟"

(شب جائے کہ من بودم، صفحہ نمبر22)

شورش کاشمیری مزید لکھتا ہے۔

"جنت البقیع ان گیارہ میں سے نو کی آخری آرام گاہ ہے لیکن حکمرانوں کی شرعی خشونت کا شکار، رسولؐ اللہ کے اہل بیت رسولؐ کی اولادیں رسولؐ کے ساتھ، رسولؐ کے جانثار رسولؐ کے جانشین رسولؐ کے فدائی حتیٰ کہ رسولؐ کو گود میں کھلانے والی حلیمہ سعدیہ یہاں اس طرح لیٹی

ہوئی ہیں جس طرح گمنام ادیبوں کے ادھورے مسودوں پر عبارتیں قلم کی کتر بیونت سے دم توڑ دیتی ہیں"۔

(شب جائے کہ من بودم، صفحہ نمبر 169)

شیخ نجدی نے جو سب سے پہلے قبّہ گرایا تھا وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بھائی زید بن خطاب کا قبہ تھا۔ عثمان بن بشر نجدی متوفی 1288ھ اس قبّہ کو گرانے کا ذکر کرتے ہیں۔

"پھر شیخ نے جبیلہ میں حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گنبد ڈھانے کا ارادہ کیا اور اپنے معاون عثمان سے کہا آؤ ہم دونوں مل کر اس قبہ کو گرادیں جس نے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ عثمان نے کہا یہ کام تم خود ہی کرو۔ شیخ نجدی نے کہا میں اہل جبیلہ سے ڈرتا ہوں، وہ ہم پر حملہ کر دیں گے، میں تمہاری معاونت کے بغیر اس قبّہ کو گرانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ سُن کر عثمان اپنے چھ سو ساتھیوں کے ساتھ شیخ نجدی کو لے کر چل پڑا۔ جب اہل جبیلہ نے دیکھا تو وہ مزاحم ہوئے لیکن جب عثمان کے آدمی لڑائی کے لیے تیار ہوگئے تو انہوں نے ان کا راستہ چھوڑ دیا۔ جب عثمان قبہ کے پاس پہنچا تو اس نے کہا ہم لوگ قبہ کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ شیخ نجدی نے کہا مجھے کلہاڑی دو پھر شیخ نجدی نے ہاتھ میں کلہاڑی لے کر قبّہ توڑنا شروع کیا حتیٰ کہ اس کو زمین کے ہموار کر دیا"۔

(عثمان بن بشر نجدی متوفی 1288ھ عنوان المجد فی تاریخ نجد، ج1 ص، 9-10 بحوالہ تاریخ نجد و حجاز، ص 46-47)

1803ء کو سعود بن عبد العزیز (نجدی بادشاہ) ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ داخل ہوا۔ تا آنکہ مکہ کے تمام مشاہد اور قبے زمین کے برابر کر دیئے گئے کعبہ کے جواہر اور قیمتی ذخیرے فاتحین (نجدی "مجاہدین") میں تقسیم کر دیئے گئے اور بعض مجاور قتل بھی کئے گئے۔

(محمد بن عبد الوہاب، ص73 بحوالہ نشانی، ص30)

1804ء میں مدینہ منورہ فتح ہوا حسب دستور مدینہ منورہ میں عام قبروں کے قبے اور زیارت گاہیں منہدم کر دی گئیں۔ سعود کو قبہ (روضہ ءنبوی) کھول کر جو کچھ ملا۔ اس نے اپنے قبضہ میں کر لیا۔

(محمد بن عبد الوہاب، ص77 بحوالہ نشانی، ص32)

محمد احسن لکھتا ہے۔

"سعود نے اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ قبروں پر بنے ہوئے قبوں کو گرا دیا جائے"۔

(محمد بن عبد الوہاب، صفحہ نمبر42)

محمد احسن مزید لکھتا ہے۔

"محمد بن عبد الوہاب نے نہ صرف قبر پرستی، اولیاء پرستی، شجر پرستی، حجر پرستی کے خلاف پوری شدت سے جہاد کیا"۔

(محمد بن عبد الوہاب، صفحہ نمبر81)

مرزا حیرت دہلوی مولوی اسماعیل دہلوی کا سوانح نگار لکھتا ہے۔

"1803ء اختتام پر مدینہ بھی سعد کے قبضہ میں آگیا۔ مدینہ لے کے اس کے مذہبی جوش میں یہاں تک اُبال آیا کہ اُس نے اور مقبروں سے گزر کے خود نبی اکرمؐ کے مزار کو بھی سلامت نہ چھوڑا۔ آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت کو برباد کر دیا اور اس چادر کو اُٹھا دیا جو آپ کی قبر مقدس پر پڑی رہتی تھی"۔

(حیات طیبہ، ص305)

مرزا حیرت دہلوی اور لکھتا ہے۔

"اس نے سیدھا کربلائے اقدس کا رُخ کیا، اور خفیف سے مقابلہ کے بعد شہر کربلا پر سعد کا قبضہ ہو گیا۔ صدہا بلند بلند مقبرے جن پر سنہری کام ہو رہا تھا شریعت محمد کے مطابق ڈہا دیئے گئے۔ اور شہداء کربلا کے مزاروں کے آرائشی سامان فوراً آگ میں جلا دیئے گئے"۔

(حیات طیبہ، صفحہ نمبر303)

سردار محمد حسن بی اے لکھتا ہے۔

"وہابی کیونکہ اکھڑ بدوں اور جاہل عرب تھے۔ اس لیے رفتہ رفتہ اس قدر متعصب ہوگئے کہ ترک مسلمان کی جان لینے کو عین ثواب اور خدمت دین جانتے تھے۔ عام مسلمانوں کو مشرک سمجھتے تھے اور اُن کے خلاف جنگ و پیکار کو جہاد کہتے تھے"۔

(سوانح حیات سلطان ابن سعود، ص46 بحوالہ وہابی مذہب، صفحہ نمبر197)

محمد احسن لکھتا ہے۔

"امیر سعود نے ۱۲۲۰ھ بمطابق ۱۸۰۶ء میں مدینہ پر حملہ کیا تا کہ مدینہ کو شرک و بدعت سے پاک کر سکے۔ کیونکہ اہل مدینہ بھی دوسرے شہر والوں کی طرح شرک اور بدعت میں گرفتار ہو چکے تھے"۔

(محمد بن عبدالوہاب، صفحہ نمبر 43)

قارئین کرام! یہ تمام عبارتیں ہم نے بلا تبصرہ بیان کیں ان عبارات کو عام قاری بھی پڑھ کر اندازہ لگا سکتا ہے اور اس سنگینی کو محسوس کر سکتا ہے جو نجدی لوگوں نے روا رکھی ہے۔

یہاں قارئین کی خدمت میں چند احادیث مبارکہ پیش کر رہا ہوں کہ جس سے قارئین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو صاف صاف لفظوں میں تلقین فرمادی کہ ابلیس اس چیز سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرۂ عرب میں اُس کی عبادت کی جائے یابت پرستی کی جائے۔

اس بات کو بنیاد بنا کر نجدیوں نے مسلمانوں سے جہاد کا ڈھونگ رچایا کہ مکہ و مدینہ میں کفر شرک تھا بالکل لغو بے بنیاد ہے۔ یہ ڈرامہ اس لئے رچایا گیا کہ صرف ان کو اقتدار کی ہوس تھی اور اپنے باطل وفساد عقائد و نظریات کا پرچار کرنا تھا۔ اب یا تو ان احادیث پر ایمان لائیے یا پھر ان نجدی ووہابی شریعت پر ایمان لائیے۔ ہمارا تو ایمان آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ پر ہے اور ہمارے لئے یہی سند کا درجہ رکھتی ہے۔ ارشادات نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرمائیے۔

عن جابر بن عبدا اللہ رضی ا اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول ا اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان الشیطان قد ئیس ان یعبدہ ا لمصلون فی جزیرۃ ا لعرب، ولکن فی ا لتحریش بینھم۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک شیطان اس سے نا امید ہو گیا ہے کہ جزیرۂ عرب کے نمازی اسے پوجیں، ہاں ان میں جھگڑے اُٹھانے کی طمع رکھتا ہے۔

(جامع الاحادیث،ج4،حدیث نمبر2790، صفحہ نمبر459)☆الجامع ترمذی،2/16* صحیح مسلم،2/374* سنن ابن ماجہ،2/225* مسند احمد بن حنبل،3/313* کنز الاعمال،1246، 1/247* اتحاف السادۃ للزبیدی،7 /282* الترغیب والترھیب للمنذری،3/457* جامع الصغیر للسیوطی،1/125* الدرالمنثور للسیوطی،1/25* التفسیر لابن کثیر، 3/22* البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر،1/59

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان الشیطان قد ئیس ان تعبد الاصنام فی ارض العرب، ولکنہ سیرضی منکم بدون ذلک بالمحقرات۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک شیطان یہ امید نہیں رکھتا کہ اب زمین عرب میں بت پوجے جائیں، مگر وہ اس سے کم درجہ گناہ تم سے کرا دینے کو غنیمت جانے گا جو حقیر و آسان سمجھے جاتے ہیں۔

(جامع الاحادیث،ج4،حدیث نمبر2791، صفحہ نمبر460)☆ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم،1/269* علل الحدیث لابن ابی حاتم، 2355 * جمع الجوامع للسیوطی، 5636 * الترغیب والترھیب للمنذری، 3/185 * کنز العمال للمتقی، 35139، 12/305* الدرالمنثور للسیوطی،2/257

عن عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان الشیطان قد ئیس ان یعبد فی جزیر تکم ھذہ، ولکن یطاع فیما تحتقرون من اعمالکم فقد رضی بذلک۔

حضرت عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شیطان کو یہ امید نہیں کہ اب تمہارے جزیرے میں اس کی عبادت ہوگی۔ہاں اعمال میں اس کی اطاعت کروگے جنہیں تم حقیر جانوگے وہ اسی قدر کو غنیمت سمجھتا ہے۔

(جامع الاحادیث، ج4، حدیث نمبر 2792، صفحہ نمبر 460) ☆ مجمع الزوائد للھیثمی، 3/285

عن عبادۃ بن الصامت وأبی الدراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان الشیطان قد ئیس ان یعبد فی جزیرۃ العرب۔

حضرت عبادہ بن صامت و حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شیطان اس سے مایوس ہے کہ جزیرۂ عرب میں اس کی پرستش ہو۔

(جامع الاحادیث، ج4، حدیث نمبر 2793، صفحہ نمبر 460) ☆ مسند احمد بن حنبل، 4/226 * اتحاف السادۃ للزبیدی، 10/477 * تاریخ دمشق لابن عساکر، 7/210 * کنز العمال للمتقی، 941، 1/185 * الترغیب والترھیب للمنذری، 1/70 * دلائل النبوۃ للبیھقی، 5/441 * مجمع الزوائد للھیثمی، 10/54

عن شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اما انھم لا یعبدون شمسا ولا قمرا ولا حجرا ولا وثنا ولکن یراؤن اعمالھم۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبردار ہو، بیشک وہ نہ سورج کو پوجیں گے نہ چاند کو، نہ پتھر کو نہ بت کو، ہاں یہ ہوگا یہ کہ دکھاوے کے لئے اعمال کریں گے۔

(جامع الاحادیث، ج4، حدیث نمبر 2794، صفحہ نمبر 461) ☆ جامع ترمذی * ابن ماجہ، 2/320 * مسند امام احمد بن حنبل، 4/124 * التفسیر لابن کثیر، 5/52 * الدر المنثور للسیوطی، 4/256 * التفسیر للقرطبی، 11/70 * مجمع الزوائد للھیثمی، 10/54

اب ذرا نجدی وہابی کی اسلامی شریعت کا ایک مختصر نمونہ ملاحظہ کیجئے۔ تاکہ قارئین کرام کو ان کے جہاد کی اصلیت معلوم ہوسکے جس میں مسلمانوں پر کفروشرک لگا کر جہاد کیا جاتا ہے۔

علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری علیہ الرحمہ نے تقویۃ الایمان مصنف مولوی اسماعیل دہلوی جو کہ محمد بن عبدالوہاب کی کتاب ''التوحید'' کا چربہ ہے کہ حوالے سے جو تفصیل بیان کی وہ درج کرتے ہیں۔ یہاں پر اس لئے پیش کر رہے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مولوی اسماعیل دہلوی کے عقائد و نظریات ایک جیسے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

مناسب نظر آتا ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی (المتوفی ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) نے جن جن کاموں کے کرنے والوں کو مشرک بتایا اُن کی مذکورہ عبارات کی روشنی میں ایک فہرست پیش کر دی جائے جو اِس طرح بنتی ہے:۔

1۔ جس نے مشکل کے وقت کسی نبی یا ولی کو پکارا تو مشرک۔

2۔ اُن کی منتیں مانیں تو مشرک۔

3۔ اُن کی نذر و نیاز دی تو مشرک۔

4۔ بلا ٹلنے کے لیے اپنے کسی بیٹے کو اُن کی طرف منسوب کیا تو مشرک۔

5۔ اپنے کسی بیٹے کا نام عبدالنبی، علی بخش، حسین بخش، پیر بخش، مدار بخش یا غلام محی الدین وغیرہ رکھا تو مشرک۔

6۔ کسی بزرگ کے نام کے غریبوں کو کپڑے پہنائے، کھانا کھلایا تو مشرک۔

7۔ کسی بزرگ کے نام کا جانور ذبح کیا تو مشرک۔

8۔ کسی بزرگ کے نام کی قسم کھائی تو مشرک۔

9۔ کسی کو سجدہ تعظیمی کیا تو مشرک۔

10۔ کسی کو اللہ کا بندہ سمجھ کر بعطائے الٰہی حاضر وناظر سمجھا تو مشرک۔

11۔ کسی بزرگ کو خدا کی عطا سے تصرف کی قدرت مانی تب بھی مشرک۔

12۔ اُٹھتے بیٹھتے وقت کسی بزرگ کا نام لیا جیسے کلمہ یا درود کا ورد کرتا رہے تو مشرک۔

13۔ دور سے کسی بزرگ کو پکارا تو مشرک۔

14۔ نزدیک سے کسی بزرگ کو پکارا تب بھی مشرک۔

15۔ مصیبت کے وقت کسی بزرگ کی دہائی دی تو مشرک۔

16۔ کسی بزرگ کا نام لے دشمن پر ہلّہ کیا جیسے عموماً مجاہدین یا علی کہہ کر حملہ کرتے ہیں تو مشرک۔

17۔ کسی بزرگ کے نام کا ختم پڑھا، جیسا کہ تمام سلاسل میں صدہا سال سے مروج ہے تو مشرک۔

18۔ اپنے پیر یا کسی بزرگ کا شغل کیا، جیسا کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ نے خاص طور پر تعلیم دی ہے، تو مشرک۔

19۔ کسی بزرگ کی صورت کا خیال کیا تو مشرک۔

20۔ کسی بزرگ کو اپنے حالات سے خبردار مانا، جیسے مولوی رشید احمد گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء) نے پیروں کی شان بتائی ہے، تو مشرک۔

21۔ جو کسی بزرگ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا، وہ مشرک۔

22۔ جس نے کسی بزرگ کے نام پر مال خرچ کیا، وہ مشرک۔

23۔ جو کسی بزرگ کے گھر کی طرف سفر کر کے گیا، تو مشرک۔

24۔ جو کسی بزرگ کی طرف جاتے ہوئے نا معقول باتیں کرتے ہوئے نہ گیا، وہ مشرک۔

25۔ جو بزرگ کی طرف جاتے وقت شکار کرتا ہوا نہ گیا، وہ مشرک۔

26۔ کسی بزرگ کے لیے جانور لے گیا، تو مشرک۔

27۔ کسی بزرگ کے مزار پر چادر ڈالی، تو مشرک ہو گیا کیونکہ چادر تو دہلوی صاحب کے خدا کے مزار پر ڈالنی چاہیے تھی۔

28۔ کسی بزرگ کے آستانے پر جا کر خدا سے دعا مانگی تو مشرک۔

29۔ کسی کے مزار پر جا کر اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا کی مرادیں مانگیں تو مشرک۔

30۔ کسی بزرگ کے آستانے کی کسی دیوار سے اپنا منہ لگایا یا چھاتی ملی تو مشرک۔

31۔ کسی بزرگ کے مزار کا غلاف پکڑ کر خدا سے دعا مانگی تو مشرک۔

32۔ کسی مزار پر روشنی کی، تو مشرک۔

33۔ جس نے کسی مزار کے پاس فرش بچھایا تو مشرک۔

34۔ جس نے مزار کا مجاور بن کر کسی کو پانی پلایا تو مشرک۔

35۔ جس نے مزار پر آنے جانے والوں کی خاطر وضو و غسل کے پانی کا خیال رکھا، تو مشرک۔

36﴾ جس نے مزار کا خدمت گار بن کر وہاں جھاڑو دی، وہ مشرک۔

37﴾ جس نے کسی بزرگ کے کنوئیں کے پانی کو برکت والا سمجھا تو مشرک۔

38﴾ وہ پانی بدن پر ڈالا تو مشرک۔

39﴾ اُسے آپس میں بانٹا تو مشرک۔

40﴾ اُسے غائبوں کے واسطے لے گیا تو مشرک۔

41﴾ کسی بزرگ یا مزار سے لوٹتے وقت اگر اُس کی طرف پیٹھ نہ کی تو مشرک۔

42﴾ کسی بزرگ کے گردوپیش کے جنگل کا ادب کیا تو مشرک۔ جیسا کہ ازروئے احادیث مسلمان مدینہ طیبہ اور اس کے گردوپیش کو حرم مانتے ہیں اور اُن مقامات کا ادب کرتے ہیں، ایساا دب کرنے والے موصوف کے نزدیک مشرک۔

43﴾ وہاں شکار نہ کیا تو مشرک۔

44﴾ وہاں کے درخت نہ کاٹے تو مشرک۔

45﴾ وہاں کی گھاس نہ اکھاڑی تو مشرک۔

46﴾ وہاں مویشی نہ چگائے تو مشرک۔

47﴾ کسی بزرگ کی قبر کو بوسہ دیا تو مشرک۔

48﴾ مورچھل جھلا تو مشرک، کیونکہ یہ کام بھی موصوف کے خدا نے اپنے لیے خاص کیا ہوا ہے کہ اُسی کو مورچھل جھلا جائے۔

﴾49﴿ کسی بزرگ کے مزار پر شامیانہ کھڑا کر دیا کہ آنے والوں کو دھوپ کی تکلیف نہ ہو تو مشرک۔ کیونکہ یہ کام بھی موصوف کے خدا نے اپنے ساتھ خاص کیا ہوا ہے۔

﴾50﴿ جس نے اپنے کھیت یا باغ میں کسی بزرگ کا ازراہِ عقیدت و خدمت حصہ رکھ لیا، وہ مشرک۔

﴾51﴿ کھیتی باڑی میں سے جو حصہ آئے اُس میں سے پہلے سے کچھ کسی بزرگ کی نذر کر دیا، تو مشرک۔

﴾52﴿ دھن اور ریوڑ میں سے اُن کے نام کا جانور ٹھہرا دیا، تو مشرک۔

﴾53﴿ ایسے جانور کا کوئی ادب لحاظ کیا، تو مشرک۔

﴾54﴿ اُس جانور کو پانی پینے سے نہ روکا، تو مشرک۔

﴾55﴿ اگر اُس جانور کو لکڑی یا پتھر سے نہ مارا، تو مشرک۔

﴾56﴿ کھانے پینے میں رسم و رواج کی سند پکڑی، تو مشرک۔

﴾57﴿ اگر کھانے یا پہننے پر کسی قسم کی مصلحتاً بھی پابندی عائد کی، تو مشرک۔

﴾58﴿ اگر بی بی کی صحنک کا کھانا، شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز اور اُن کے سارے خانوادے کی طرح مردوں کو نہ کھلایا، تو مشرک۔

﴾59﴿ یہی کھانا اگر دوسرا خاوند کرنے والی عورت کو نہ کھلایا، تو مشرک۔

﴾60﴿ شاہ عبد الحق کا توشہ اگر حقّہ پینے والے کو نہ کھلایا، تو مشرک۔

61۔ اگر کسی نے یہ کہا کہ آدمی فلاں بزرگ کی گستاخی کرنے کی وجہ سے دیوانہ ہوا ہے، تو ایسا کہنے والا مشرک۔

62۔ اگر کسی کی محتاجی کا سبب اُس کا بزرگوں کی بارگاہ میں گستاخ ہونا بتایا، تو مشرک۔

63۔ اگر کہے کہ فلاں شخص کو کسی ولی یا نبی نے نوازا تھا، تو ایسا کہنے والا مشرک۔

64۔ کسی ساعت کو نجس مانا، تو مشرک۔

65۔ اگر کہا کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا، یا فلاں کام کر سکوں گا، تو ایسا کہنے والا بھی مشرک۔

66۔ اگر خدا کے سوا کسی کو داتا کہا، تو مشرک۔

67۔ اگر خدا کے سوا کسی کو بے پروا کہہ دیا، تب بھی مشرک۔

68۔ اگر کسی انسان کو شہنشاہ کہہ دیا، تو مشرک۔

69۔ کسی بزرگ کے نام کی قسم کھائی، تو مشرک۔

70۔ اگر سجدہ تعظیمی کو شرک نہ سمجھا تو اِس کے خلاف قرآن و حدیث سے دلائل پیش کرنے لگا، تو کافر۔

71۔ اگر کسی بزرگ کے سامنے بے ادبی کے انداز میں کھڑا نہ ہوا، تو مشرک۔

72۔ اگر کسی بزرگ کے پاس میلے کچیلے کپڑوں سے پہنچا، تو مشرک۔

73۔ اگر کوئی کہے کہ یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے، وہ مشرک۔

74۔ کہے کہ یہ بکرا شیخ سدّو کا ہے، تو مشرک۔

75 اگر کہہ دیا کہ یہ مرغی میری بیوی کی ہے، تو مشرک۔

76 کہہ بیٹھا کہ یہ اُونٹ میرے لڑلے کا ہے، تو مشرک۔

77 کہہ دیا کہ یہ بھیڑ میرے والد محترم کی ہے، تو مشرک۔

78 اگر کہا کہ یہ بھینس میرے دادا جان کی ہے، تو مشرک۔

79 جو حرمت کے لیے بوقتِ ذبح غیر خدا کا نام لینا مراد لے، وہ مشرک۔

80 جو ایسے جانور کا گوشت کھانا حرام اور ناپاک تسلیم نہ کرے، وہ مشرک۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ے آہ یہ ظالم تلخ حقیقت جتنے سفینے غرق ہوئے
اکثر اپنی موج میں ڈوبے ، طوفاں سے ٹکرائے کم

قارئین کرام! یہ تھا مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی (المتوفی ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) کا ایک سوچے سمجھے اور سیکھے سکھائے منصوبے کے تحت مسلمانوں کو کافر و مشرک ٹھہرانے کا زبانی جمع خرچ۔ اِس فہرست کو سامنے رکھیے، تقویۃ الایمان سے مطابقت کرکے سوچیے! اگر تعلیماتِ قرآن و حدیث اور تصانیفِ علمائے دین پر نظر ہے تو بتایئے کیا موصوف کے اِس خانہ ساز شرک سے اُمتِ محمدیہ کا کوئی ایک فرد بھی بچ سکا ہے؟ بات دراصل یہ تھی کہ موصوف نے (نجدی) محمد بن عبدالوہاب (المتوفی ۱۲۰۶ھ) کی طرح مسلمانوں کو کافر و مشرک ٹھہرا کر اپنی خارجی ہونے کا عملی ثبوت بھی پیش کرنا تھا۔ مسلمانوں سے قتل و قتال کرکے اپنی ہوسِ ملک گیری کو تسکین دینی تھی۔

(برطانوی مظالم کی کہانی، صفحہ نمبر 353 تا 358)

دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے۔

"اگر ابن سعود جیسے دوچار بادشاہ بھی ہو جائیں تو اسلام کو قوت ہو جائے
بس اُن میں کمی ہے تو ذوق کی"۔

(جدید ملفوظات، صفحہ نمبر 226)

قارئین کرام! علمائے دیوبند کا قلبی رجحان ملاحظہ کیجئے کہ دعا کر رہے کہ ایسے دوچار بادشاہ ہو جائیں تو اسلام کو قوت ہو جائے۔ کیا مسلمانوں کو کافر و مشرک کہہ کر شہید کرنا اور مزارات صحابہ کرام کو ڈھا دینے والے سے اسلام کو قوت حاصل ہو رہی ہے حیرت کا مقام ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک طرف تو علمائے دیوبند عوام الناس کو مغالعہ دینے کے لئے نجدی کے مخالف نظر آتے ہیں اور یہ واویلا کرتے ہیں کہ ہمارا نجدی سے کوئی تعلق نہیں مگر دوسری طرف قلبی لگاؤ کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں کہ ایسے خونخوار بادشاہ جو کہ صحابہ کے مزارات ڈھانے میں لطف اُٹھاتا ہے۔ ایسے دوچار خوانخوار بادشاہ کی دعا کی جارہی ہے ۔معلوم ہوا کہ ان کا ایک ہی عقیدہ ہے کیوں نہ ہو کہ ان کے امام اسماعیل دہلوی کا عقیدہ و نظریہ ہو بہو نجدی سے حاصل کیا ہوا ہے۔

آجکل بھی اس جماعت کا دوغلہ پن جاری ہے کہ ایک طرف تو پاکستان میں دہشت گردوں کی کھلے عام مذمت نہیں کرتے اور کرتے ہیں تو ڈھکی چھپی، مگر اندرون خانہ ان سے ملے ہوئے ہیں ان کے لئے ہمدردی رکھتے ہیں اور کیوں نہ ہمدردی رکھیں کہ یہ لوگ انہیں جماعت کے پالے ہوئے ہیں، انہیں کے نظریات و عقیدے پر کاربند ہیں جو اسلحے کے زور پر اپنی شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو کافر و مشرک سمجھتے ہیں۔ ان کا اہلسنت سے دلی بغض و عناد ملاحظہ کیجئے۔

دیوبندی مفتی رشید احمد لکھتا ہے۔

"ایسے مواقع پر ہم نیت کا ثواب حاصل کرتے رہتے ہیں اگر ہمیں مل گئی حکومت تو ان شاء اللہ تعالیٰ مار مار کر ان (اہل سنت) لوگوں کا دماغ درست کریں گے"۔

(جشن ربیع الاول محبت کے آئینے میں، صفحہ نمبر22)

اور اس کے حاشیہ میں لکھا ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے حضرت اقدس دامت برکاتہم کی یہ دعاء بہت جلد قبول فرمائی اور بے دینوں (صحیح عقیدہ اہل سنت) کی سرکوبی کے لئے افغانستان میں امیر المؤمنین ملا عمر پیدا فرمادیئے"۔

(حاشیہ جشن ربیع الاول محبت کے آئینے میں، صفحہ نمبر22)

صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ سلف صالحین کے عقیدے پر کاربند رہنے والی جماعت اہلسنت کے دشمن ہیں اور اس جماعت کو بے دین تصور کر کے ان کو مارنا حلال جانتے ہیں جیسے دیوبندی مفتی رشید احمد کے حوالے سے گزرا۔ یہ ان کا اقرار ہے کہ ان کا طالبان سے تعلق ہے اور ملا عمر کو امیر المومنین تصور کرتے ہیں۔ اب یہ کہنا کہ ہمارا دہشت گردوں سے کوئی تعلق نہیں اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ یہ سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ و فریب دے کر اپنے جال میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ اصل میں یہ اسماعیلی شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں۔

بہر کیف آپ نے نجدیوں کی یہ سفاکانہ کارستانیاں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ کاروائیاں نجدی عقیدے میں جہاد تھا جس کی آڑ میں مسلمان کا خون جائز رکھا اور مسلمانوں کو شہید کیا۔ مزارات صحابہ کو منہدم کیا۔ کیا کوئی مسلمان شخص یہ گوارا کر سکتا ہے کہ اُس کے

والدین کی قبروں کو بلڈ روزوں سے روندا جائے چہ جائیکہ کہ صحابہ کرام کے مزارات جن کے لئے مسلمانوں کے دل دھڑکتے ہیں اُن کے مزارات کو مہندم کیا جائے یہ صریح بے ادبی و گستاخی نہیں تو اور کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بے گناہ مسلمانوں کو مارنے والے کو لعنت و عذاب کا مستحق فرمایا ہے۔چند آیات کریمہ ملاحظہ فرمائیے۔

بے گناہ مسلمان کو مارنے والا لعنتی و جہنمی ہے

ارشاد ربانی ہے۔

وَمَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيۡهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيۡمًا ۔

(پ5، سورۃ النساء، آیت نمبر 93)

ترجمہ کنزالایمان:۔اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے تیار رکھا بڑا عذاب۔

وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَكُمۡ لَا تَسۡفِكُوۡنَ دِمَآءَكُمۡ وَلَا تُخۡرِجُوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ ثُمَّ اَقۡرَرۡتُمۡ وَاَنۡتُمۡ تَشۡهَدُوۡنَ ۔ ثُمَّ اَنۡتُمۡ هٰٓؤُلَآءِ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ وَتُخۡرِجُوۡنَ فَرِيۡقًا مِّنۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِهِمۡ تَظٰهَرُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ بِالۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ وَ اِنۡ يَّاۡتُوۡكُمۡ اُسٰرٰى تُفٰدُوۡهُمۡ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيۡكُمۡ اِخۡرَاجُهُمۡ اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ وَتَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنۡ يَّفۡعَلُ ذٰلِكَ مِنۡكُمۡ اِلَّا خِزۡىٌ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يُرَدُّوۡنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الۡعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

تَعۡمَلُوۡنَ ۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا بِالۡاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ۔

(پ1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 84،85،84)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ اپنوں کا خون نہ کرنا اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم گواہ ہو پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو قتل کرنے لگے اور اپنے میں ایک گروہ کو ان کے وطن سے نکالتے ہو ان پر مدد دیتے ہو (ان کے مخالف کو) گناہ اور زیادتی میں اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو بدلا دے کر چھڑا لیتے ہو اور ان کا نکالنا تم پر حرام ہے تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں ۔ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا اور نہ ان کی مدد کی جائے۔

وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِيۡ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ مَنۡ قُتِلَ مَظۡلُوۡمًا فَقَدۡ جَعَلۡنَا لِوَلِيِّهٖ سُلۡطٰنًا فَلَا يُسۡرِفْ فِّي الۡقَتۡلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنۡصُوۡرًا ۔

(پ15، سورۃ الاسراء، آیت نمبر 33)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ مارو اور جو ناحق مارا جائے تو بیشک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے ضرور اس کی مدد ہونی ہے۔

حرم مکہ میں لڑائی کی ممانعت

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ۔

(پ2، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 191)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اور کافروں کو جہاں پاؤ مارو اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو کافروں کی یہی سزا ہے۔

ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۔

(پ6، سورۃ المائدۃ، آیت نمبر 32)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جِلا لیا اس نے گویا سب لوگوں کو جِلا لیا اور بے شک ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ آئے پھر بے شک اُن میں بہت اس کے بعد زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں۔

نجدی شریعت کا فروغ

قارئین کرام کو یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اسماعیل دہلوی نے پاک وہند میں نجدی عقائد کو رواج دیا جس کی وجہ سے پاک وہند میں وہابیت پھیلی۔ سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی دونوں اپنے گروہ میں امام سمجھے جاتے ہیں چاہے وہ گروہ اہلحدیث ہوں یا غیر مقلد، مودودی ہوں یا اسراری، دیوبندی ہوں یا وہابی سب کے مقتدا و اعلیٰ کہلائے جاتے ہیں۔ ان لوگوں نے جہاد کا ڈرامہ رچایا اور مسلمانوں کو ہی تہہ تیغ کیا جس کی تفصیل آرہی ہے۔ دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے۔

"مولوی اسمٰعیل صاحب عالم متقی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن وحدیث پر پورا پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل، صفحہ نمبر 193)

اس عبارت میں دیوبندی قطب عالم کی نظر اسماعیل دہلوی متقی، بدعت کو اکھاڑنے والے، سنت کے جاری کرنے والے اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے ہیں۔ معلوم ہوا کہ دیوبندی اسماعیلی شریعت پر عمل پیرا ہیں اور اسماعیلی شریعت محمد بن عبدالوہاب نجدی کی مرہون منت ہے۔

اسماعیل دہلوی کا سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"وہ پیارا شہید (اسماعیل دہلوی) تھا جس نے ہندوستان میں عبدالوہاب (نجدی) کی طرح شریعت محمدی کا ٹھنڈا خوشگوار شربت ہندوستانی مسلمانوں کو پلایا"۔

(حیات طیبہ، صفحہ نمبر 285)

معلوم ہوا کہ اسماعیل دہلوی شریعت نجدی سے مخمور تھا اور نجدی کی شریعت کو ہندوستان میں رواج دیا۔ اور ہندوستانی مسلمانوں کے ذہن و قلب میں گستاخی و بے ادبی کا شربت اُتارا۔

محمد احسن لکھتا ہے۔

"ہندوستان میں موحدین (وہابی) تحریک کے سب سے بڑے مبلغ حضرت سید احمد بریلوی تھی۔ جنھوں نے اپنے دورہ حجاز کے دوران اس کا عمیق مطالعہ کیا اور واپس آکر انھوں نے اپنی تبلیغ کا مرکز پٹنہ قائم کیا"۔

(محمد بن عبد الوہاب، صفحہ نمبر 220)

شیخ محمد اکرام لکھتا ہے۔

"جب وہ حج کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو وہاں انھیں وہابیوں کے عقائد سے باخبر ہونے کا موقع ملا۔ جو اُن کے سفر حج سے چند سال پہلے مقاماتِ مقدسہ پر قابض تھے۔ حضرت سید صاحب اور وہابیوں کے مقاصد میں بہت اشتراک تھا۔ اِس لیے اُن کے کئی ساتھی وہابی عقائد سے متاثر ہو آئے"۔

(موجِ کوثر، صفحہ نمبر 61)

یہی شیخ محمد اکرام لکھتا ہے۔

شاہ اسمٰعیل شہید نے سفر حج کے بعد اپنے آپ کو غیر مقلد ظاہر کیا۔

(موجِ کوثر، صفحہ نمبر 62)

شیخ محمد اکرام اور لکھتا ہے۔

"نظری طور پر تو شاہ صاحب یقیناً ”غیر مقلد“ تھے"۔

(موجِ کوثر، صفحہ نمبر62)

شیخ محمد اکرام مزید لکھتا ہے۔

"شاہ اسمٰعیل شہید اپنے دادا کی بہ نسبت وہابی اہل حدیث سے زیادہ قریب تھے"۔

(موجِ کوثر، صفحہ نمبر64)

قارئین کرام! مذکورہ بالا عبارات کی خط کشیدہ عبارات کو ملاحظہ فرمایئے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ سید احمد بریلوی نے حج کے دوران نجدی عقائد کا عمیق مطالعہ کیا اور ان سے متاثر ہو کر ہندوستان میں نجدی عقائد کو رواج دیا۔ اور بقول وہابی مورخ سید احمد بریلوی اور وہابیوں کے مقاصد میں بہت اشتراک تھا۔ اور نظری طور پر اسماعیل دہلوی ”غیر مقلد“ تھے جبکہ ہندوستانی کے مسلمان امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد تھے۔ اسماعیل دہلوی نے اپنی جماعت کو بنانے کے لئے جن افراد کو منتخب کیا وہ کون تھے۔

اپنی حفاظت کیلئے بدمعاشوں کے ٹولے کو مرید کرنا

اسماعیل دہلوی کے سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"مولانا شہید نے خطرے کے وزن کو پورا پہچان لیا اور گو ابھی عمائد واعیانِ شہر اس طرف رجوع نہ ہوئے تھے، اور نہ ابھی مولوی فضل حق صاحب کی مخالفانہ کاروائی شروع ہوئی تھی، پھر بھی عقلمندی یہ تھی کہ ہر طرح سے بندوست کیا جائے، اور ایسا نہ ہو مخالف غافل پا کے کوئی جسمانی مضرت پہنچائیں۔

آپ نے پہلے چند بڑے بڑے بد معاشوں کے سرغنوں کو اپنی جادو بھری تقریر سنا کے مرید کیا، اور انہیں اپنا ایسا معتقد بنایا کہ وہ اپنی جان قربان کرنے پر آمادہ ہو گئے "۔

(حیات طیبہ، صفحہ نمبر 64)

سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کی شریعت میں جہاد کس سے فرض ہے؟

قارئین یہ پڑھ کر حیران و پریشان ہوں گے یہ لوگ جو تاریخ میں خیانت کرتے ہیں اور کہتے کہ ان کا جہاد انگریزوں سے تھا اور کبھی کہتے ہیں کہ سکھوں سے تھا۔ یہ سب غلط ہے ان کا اصل جہاد جس کو فرض تک سمجھتے تھے وہ دراصل اُن مسلمانوں سے تھا جو ان وہابیہ کے عقائد کے خلاف تھے جو اولیائے کرام سے حسن عقیدت رکھتے تھے۔ جس کا عندیہ صاف لفظوں میں انہیں کے ہم عقیدہ مولوی محبوب علی صاحب نے ایک خط کے ذریعہ سید احمد بریلوی کو دیا جس کو اسماعیل دہلوی کا سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"سکھوں سے زیادہ ان کلمہ گو کافروں پر (معاذاللہ) جہاد فرض ہے"۔

(حیات طیبہ، ص258)

معلوم ہوا کہ ان کا اصل مقصد مسلمانوں سے جنگ کرنا تھا کیونکہ مسلمان ان کے عقائد کو یکسر مسترد کر چکے تھے تو انھوں نے بزور بازو اپنے عقائد مسلمانوں پر ٹھونسنے کی کوشش کی۔ مگر یہ نظارہ بھی ملاحظہ فرمایئے ایک طرف تو ان کے پیروکار مسلمانوں سے جہاد فرض قرار دے رہے ہیں تو دوسری طرف ہندو اور سکھوں کی دعوتیں اُڑائی جا رہی ہیں۔

دوسری طرف مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"مولانا شہید کا اصلی منشا یہ تھا کہ مسلمانوں کی حمایت میں میری جان نکلے اس سے بحث نہ تھی کہ ان کے مسلمانوں کے عقائد درست ہوں یا نہ ہوں"۔

(حیات طیبہ، صفحہ نمبر 250)

یہی موصوف آگے لکھتا ہے۔

"آپ کا اصلی مدعا یہ تھا کہ شرک و بدعت کی خراب اور غلیظ رسم مٹ کے وحدت پرستی کا نور چمکے"۔

(حیات طیبہ، صفحہ نمبر 274)

یہی مرزا حیرت دہلوی مزید لکھتا ہے۔

"ان کا منشا صرف یہ تھا کہ ہر مسلمان موحد بن جائے اور شرک و بدعت مسلمانوں سے نکل جائے"۔

(حیات طیبہ، صفحہ نمبر 334)

اس عبارات سے معلوم ہوا کہ اسماعیل دہلوی کا منشا یہ بتایا جارہا ہے کہ مسلمانوں کی حمایت میں جان نکلے البتہ اُن کے عقائد درست ہوں نہ ہوں۔ ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ وہ کونسے مسلمان ہیں جن کی حمایت میں اپنی جان دینے کا عندیہ فرمارہے ہیں کہیں وہ مسلمان ان کے مریدین اور ہم خیال لوگ تو نہیں ورنہ اسماعیل دہلوی نے شرک و کفر کی مشین گن چلاکر مسلمانوں کو کافر و مشرک بنایا یہ ان کا دوغلہ پن نہیں ہے تو اور کیا ہے کہ ایک طرف تو عقائد و نظریات سے غرض نہیں پھر شرک و بدعت کی رسمیں کہہ کر ان عقائد کے خلاف اعلان جنگ بھر فرمارہے ہیں۔ یہ تو آئندہ اوراق میں قارئین کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کی

حمایت مسلمانوں کے ساتھ تھی یا انگریزوں کے ساتھ تھی۔ لیکن اصل مدعا ان کا اپنے عقائد و نظریات کو مسلمانوں پر ٹھونسنا تھا۔

دیکھئے سوانح اسماعیل دہلوی کا مصنف لکھتا ہے۔

"پیارے شہید نے ہزاروں بلکہ لاکھوں کی زبان سے نکلوا دیا کہ ہم محمدی ہیں چاروں طرف سے آوازیں بلند ہو رہی تھیں کہ اس ضلع میں اتنے محمدی آباد ہیں اور اس ضلع میں اتنی تعداد اسلامیوں کی ہے"۔

(حیات طیبہ، صفحہ نمبر 275-276)

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ اسلامی اور محمدی کون ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں جو اسماعیل دہلوی کی شریعت پر عمل کرتے ہیں حالانکہ جس طرح یہ تعداد بتا رہے ہیں یہ مبالغے پر مبنی ہے۔ بہر کیف یہ لوگ کبھی اسلامی کہلائے، کبھی محمدی کہلائے، کبھی اہلحدیث کہلائے اور کبھی دیوبندی کہلائے جاتے ہیں اور بھی مزید مختلف ناموں سے یہ لوگ کام کر رہے ہیں اصل منشا ان کا صرف یہی ہے کہ شریعت اسماعیلی پر عمل کر کے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہا جائے، اور شرک و بدعت کی آڑ لے مزارات اولیاء کو مسمار کر دیا جائے۔

بت پرست کی دعوت کے مزے اُڑانا

مولانا ابو الحسن ندوی لکھتے ہیں۔

"دوسرے روز رات کے وقت ہندو راؤ نے دعوت کی، آپ اس کے مکان پر تشریف لے گئے اس نے آگے بڑھ کر استقبال کیا اور فرش پر لا بٹھایا، اتنے میں یکہ گان کی آمد شروع ہوئی، ہندو راؤ ہر ایک کی تعظیم

کے لئے اٹھتا تھا، سید صاحب بھی اس کے ساتھ تعظیم میں شریک ہوتے تھے، اس نے عرض کیا کہ آپ تشریف رکھیں، آپ کو تکلیف کی ضرورت نہیں"۔

(سیرت سید احمد شہید، جلد 1، ص456)

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"سہارن پور کے تحصیلدار دھونکل سنگھ نے بھی سید صاحب کی دعوت کی تھی"۔

(سید احمد شہید، ص128)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ ہندوؤں اور سکھوں کی تو دعوتوں سے اپنے پیٹ کے جہنم کو بھر رہے مگر مسلمانوں پر جہاد کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ مزید آپ کو یہ بھی حیرت ہوگی کہ ان لوگوں نے ہندوؤں اور سکھوں کی دعوتوں کے ساتھ ساتھ انگریزوں کی دعوتوں کے مزے بھی لوٹے ہیں جن کی کچھ تفصیل آگے آرہی ہے۔ پھر یہ کہنا کہ ان کا مقصد سکھوں یا انگریزوں سے جہاد تھا تاریخ کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔

اب ذرا اس چھپی تضا بیانی ملاحظہ کیجئے۔

مولوی ابوالحسن علی ندوی سید احمد بریلوی کے حوالے لکھتا ہے۔

"ہمارا جھگڑا امراو رؤسائے اسلام سے نہیں ہے، بلکہ ہم کو لانبے بالوں ،بلکہ تمام فتنہ انگریز کافروں سے جنگ کرنا ہے ، نہ کہ اپنے کلمہ گو گھائیوں سے اور ہم مذہب مسلمانوں سے"۔

(سیرت سید احمد شہید، صفحہ نمبر408)

اس عبارت سے عام تاثر یہی مل رہا ہے کہ سید احمد بریلوی کی جنگ انگریزوں سے تھی اور مسلمانوں سے نہیں تھی۔ ذرا ان کی اس تحریر میں غور و فکر کیجئے کہ سید صاحب یہ نہیں کہہ رہے کہ ہماری جنگ مسلمانوں سے نہیں ہے بلکہ دھوکہ و فریب اور مغالطہ دینے کے لئے یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمانوں کے خیر خواہ و ہمدرد ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ اس عبارت سے یہ بات مترشح ہو رہی ہے کہ یہ لوگ صرف اُنہیں لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں جو ان کے عقائد و نظریات سے وابستہ تھے اور ہیں اُنہیں کو کلمہ گو اور ہم مذہب کہہ رہے ہیں تا کہ لوگ ان کے اصلی چہرے کو پہچان نہ سکیں۔ لیکن پہچان رکھنے والے ان کے اصلے چہرے پہچان ہی جاتے ہیں چاہے وہ کسی بھی بھیس میں نمودار ہوں کیونکہ :۔

؎ سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

باقی رہے وہ مسلمان جو ان کے عقائد و نظریات کے خلاف تھے وہ ان لوگوں کے نزدیک مسلمان ہی نہیں تھے بلکہ اُن کو کافر و مشرک تصور کرتے تھے اور کرتے ہیں جبھی تو مولوی اسماعیل دہلوی کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف جہاد فرض ہونے کا فتویٰ دے رہے تھے۔ کیا یہ ان لوگوں کی کھلی تضاد بیانی نہیں اور کیا یہ لوگ عوام الناس کو جھوٹی کہانیاں گھڑ کے دھوکہ و فریب نہیں دے رہے ہیں۔ بقول ابو الکلام آزاد کے والد مولانا خیر الدین نے کتنی سچی اور کھری بات کی کہ وہابیت نے اپنے مکائد کی اشاعت کے لئے راہ تقیہ اختیار کی۔ حقیقت پر مبنی بات ہے۔

ذرا یہ بھی سنتے جایئے کہ اس گروہ میں سید صاحب کا کیا مقام تھا۔

دیوبندی عبد الرشید ارشد لکھتا ہے۔

"حضرت سید احمد شہید مسلمانوں کی ایک جماعت کے نزدیک صحابہ کرامؓ کی نشانی تھے"۔

(بیس بڑے مسلمان، صفحہ نمبر461)

ان کی تحریک کے متعلق لکھا ہے۔

"ان (سید احمد بریلوی) کے رفقاء جہاد اور ان کے تربیت یافتہ اشخاص کے جوشِ جہاد، شوقِ شہادت، محبت دینی، بغض فی اللہ کے واقعات قرون اولیٰ کی یاد کرتے ہیں۔ جب کبھی ان کے مفصل واقعات سامنے آئیں گے تو اندازہ ہو گا کہ یہ قرن اوّل کا بچا ہوا ایک ایمان جھونکا تھا جو تیرھویں صدی میں چلا تھا"۔

(بیس بڑے مسلمان، صفحہ نمبر991)

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے۔

"معتقدین ان (سید احمد بریلوی) کو مجدد اس صدی کا کہتے ہیں"۔

(امداد المشتاق، صفحہ نمبر61)

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہوا کہ چاہے وہابی اہل حدیث ہوں یا دیوبندی ہوں یا مودودی ہوں یا اسراری ہوں وغیرہ وغیرہ یہ لوگ اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کی شریعت پر گامزن ہیں۔ ان کے نزدیک ان لوگوں کی شان بڑی عظیم ہے یہ لوگ ان کے جہاد کو اسلامی جہاد تصور کرتے ہیں جو کہ انہوں نے مسلمانوں سے کر کے نام نہاد شریعت کی آڑ میں بے گناہ مسلمانوں کا خود بہایا۔

نام نہاد جہاد کی کہانی

انگریز کے پروردہ ہیں یہ تیرے آقا

دیتا ہے جنہیں زور قلم کا سہارا

قارئین کرام! اب اس حقیقت سے پردہ اُٹھاتے ہیں اور آپ کو بتاتے ہیں کہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی نے سب سے پہلا جہادی معرکہ کس سے کیا؟ آیا اس کا جہادی معرکے کا تعلق انگریزوں سے ہے یا سکھوں سے۔ آپ کو یہ سن کر ذہنی جھٹکا لگے گا کہ ان لوگوں کا پہلا جہادی معرکہ نہ کسی انگریزوں کے ساتھ ہے نہ سکھوں کے ساتھ بلکہ ایک مسلمان حاکم کے ساتھ ہے۔

سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کا پہلا جہادی معرکہ

اسماعیلی عقیدے سے تعلق رکھنے والے مکتبہ دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی مولوی اسماعیل دہلوی کا یوں بیان نقل کیا ہے۔

”میں (اسماعیل دہلوی) نے یہ کتاب (تقویۃ الایمان) لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اسمیں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہوگیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اسکی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا۔

لیکن اسوقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی کے بعد عزم جہاد ہے۔ اسلیے میں اس کام سے معذور ہوگیا اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا

اس بار کو اُٹھائیگا نہیں۔ اسلیے میں نے یہ کتاب لکھدی ہے گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائینگے"۔

(حکایات اولیاء، ص74، حکایت نمبر59)

نوٹ:۔ یہ تقویۃ الایمان وہ رسوائے زمانہ کتاب ہے جس میں مسلمانوں کو کافر و مشرک بنایا گیا اور اس کتاب کی کفر و شرک کی تفصیل ہم پچھلے صفحات میں نقل کر آئے ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کے الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے جہاد (یا قتل مسلم) کا عزم حج سے واپسی کے بعد ظاہر کیا ہے اس سے پہلے ابھی جہاد کا عزم نہیں کیا تھا۔

غلام رسول مہر مقدمہ تقویۃ الایمان جو کہ سعودی عرب سے شائع ہوئی ہے اس میں لکھتے ہیں۔

"کم و بیش پونے دوسال اس دعوت میں صرف ہوئے۔ جب جا بجا مجاہدین کی جماعتیں تیار ہو گئیں تو غور و فکر کے بعد سرحد سے آغاز جہاد کا فیصلہ ہوا، جہاں پنجاب کی سکھ حکومت نے یورشیں شروع کی تھیں"۔

(تقویۃ الایمان، مقدمہ، صفحہ نمبر17، طباعت و اشاعت دفتر تعاون برائے دعوت و توعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض مملکت سعودی عرب)

مہر صاحب کے کی دروغ گوئی ملاحظہ کیجئے کہ ان مطابق اسماعیل دہلوی جہاد کا آغاز سرحد سے آغاز کی جہاں پنجاب کی سکھ حکومت نے شورشیں کر رکھی تھیں۔ اور ایک بات یہ کہ حج سے واپس آنے کے بعد تقریباً جہاد کی تیاری کے لئے دو سال لگے۔ اور ان دو سالوں

میں جو سوچ و بچار، غور و فکر کیا گیا کہ پہلا جہاد کہاں سے شروع کیا جائے۔تو مہر صاحب کی جماعت کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتا ہے۔

"سید صاحب نے پہلا جہاد یار محمد حاکم یاغستان سے کیا تھا"۔

(حکایات اولیاء، ص128، حکایت نمبر121)

مکتبہ دیوبند کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار مولوی محمد عاشق الٰہی میرٹھی لکھتا ہے۔

مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے اور یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے

"سید صاحب نے پہلا جہاد مسمی یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا"۔

(تذکرۃ الرشید، جلد نمبر2ص270)

اس تاریخی حقیقت سے معلوم ہوا کہ کہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی نے پہلا دجہادی معرکہ حاکم یاغستان یار محمد خان سے کیا۔ قارئین کرام! ہم پوچھے ہیں کیا یار محمد خان کسی انگریز یا سکھ کا نام تھا یقیناًیہ ایک مسلمان کا نام تھا جو یاغستان کا حاکم تھا۔لہذا ثابت ہوا کہ اسماعیلی توحید میں اصل جہاد کلمہ گو مسلمانوں سے ہے نہ کہ انگریزوں اور سکھوں سے۔ اس ہزیمیت کو چھپانے کے لئے انھوں نے تاریخ سے کھلواڑ کی اور یہ لکھ دیا کہ پہلا جہادی معرکہ نوشہرہ میں بدھ سنگھ سے ہوا جبکہ معرکہ حاکم غستان سے ہوا۔

وہابی مؤرخ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں۔

"سب سے پہلا معرکہ ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ء کو نوشہرہ سے ساتھ آٹھ میل کے فاصلے پر بمقام اکوڑہ ہوا۔ اس میں مجاہدین کامیاب رہے اور بدھ سنگھ کو پیچھے ہٹنا پڑا"۔

(موجِ کوثر، ص25)

جھوٹا کون؟

قارئین کرام! اب آپ خود ہی یہ فیصلہ کرلیں کہ اس میں کون جھوٹا ہے اور کون سچا؟ اگر شیخ محمد اکرام کو سچا مانیں تو دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی اور دیوبندی قطب عالم رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی جھوٹے قرار پاتے ہیں اور اگر ان دونوں کو سچا قرار دیتے ہیں تو شیخ محمد اکرام جھوٹے قرار پاتے ہیں۔ فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

جس تھالی میں کھایا اُسی میں چھید کیا

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"خادے خاں علاقہ کا سرحد کا غیور و جسور رئیس تھا۔ سید صاحب کے ساتھ اظہار عقیدت میں سبقت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کو مہمان بنا کر اپنے ہاں لے گیا اور وہیں امامت جہاد کی بیعت ہوئی، لیکن نہایت افسوس کا مقام ہے کہ سید صاحب کی مخالفت میں بھی پہل اسی سے ہوئی"۔

(سید احمد شہید، صفحہ نمبر478)

دیکھئے جو شخص سید احمد بریلوی سے محبت و عقیدت تھی اور اسی محبت و عقیدت کے جذبے کے تحت سید احمد بریلوی کو اپنے گھر مہمان کی حیثیت سے لایا اور پھر سید صاحب کی امامت پر بیعت کرنے بعد جہاد پر بھی بیعت کی۔ پھر وہ کیوں متنفر ہوا؟۔ جب اُس کے سید صاحب کے عقائد کا پتہ چلا ہو گا مخالفت کی ہو گی۔ مگر اسی کی یہ مخالفت سید صاحب کو ایک آنکھ نہ بھائی تو اپنے اس محسن پر چڑھائی کر کے جہاد کے نام پر جنگ شروع کر دی۔

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"علی الصباح قرابینوں کی آواز نے اسے جگایا تو مبہوت رہ گیا۔ اپنے آدمیوں کو کمر بندی کا حکم دیا، لیکن وہ سب تو پہلے ہی اپنے گھروں میں دبک کر بیٹھ گئے تھے۔ اس کے بعد جو کچھ پیش آیا، اس کے متعلق روایتوں میں اختلاف ہے اور کسی ایک کی توثیق یا ترجیح کا کوئی ذریعہ نہیں۔ ''منظورہ'' کا بیان ہے کہ خادے خاں نے اپنے اہل خانہ کو سادات کے مکان پر بھیج دیا، اس لیے کہ سادات اور ملاؤں کے مکانات پٹھانوں میں جائے امن سمجھے جاتے تھے اور سخت سے سخت دشمن بھی ان کے مکانوں میں کسی کو آزار نہیں پہنچاتے تھے۔ پھر اپنا مال سمیٹنے لگا۔ غازی پہلی مرتبہ اس مکان میں داخل ہوئے تو کچھ سراغ نہ ملا۔ دوسری مرتبہ تلاش کرتے کرتے وہاں پہنچے تو وہ چھت پر چڑھ کر اضطرار کے عالم میں ادھر ادھر پھر رہا تھا۔ غازیوں نے پے بے پے بندوقیں سر کیں اور وہ مارا گیا"۔

(سید احمد شہید، صفحہ نمبر 510-511)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمایا کہ جس شخص نے مہمان بلا کر عقیدت و محبت کا اظہار کیا اور جہاد و امامت پر بیعت کی۔ صرف مخالف پر اپنے اس محسن کا جو حشر جہاد کے نام سے کیا وہ آپ کے سامنے ہے کہ اُس کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔ مزید نام نہاد جہاد کا احوال بلا تبصرہ ملاحظہ فرمایئے۔

مسلمانوں سے جنگ

مولوی اسماعیل دہلوی کا سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی مزید لکھتا ہے۔

"مولانا شہید گھوڑے پر سوار تھے اور دو سو آدمی اور بھی آپ کے ساتھ قدم بقدم علاوہ چار سو پیدلوں کے آرہے تھے۔ مولانا شہید کی پہلی نظریں توپوں پر لگ رہی تھیں، آپ سب سے پہلے ان ہی پر جا پڑے، گولہ انداز نے مہتابی کو روشن کر کے چاہا کہ پہلے مولانا شہید کو اڑادوں کہ مولانا نے تلوار کا پھرتی سے وار کر کے اس کی گردن اڑا دی۔ دوسرا توپچی بھی یوں مارا گیا۔ مولانا شہید نے فوراً وہ دونوں توپیں درّانیوں کی طرف پھیر کے فیر کرنے شروع کئے ایک وفادار ہندو جو مولانا شہید پر فریفتہ تھا، گولہ اندازی پر مقرر ہوا۔ اس نے اس قدر پھرتی سے گولہ اندازی کی کہ درّانیوں کے پیر اکھڑ گئے، ادھر مولانا شہید ان پر گر پڑے، تکبیروں کی آوازیں خوب زور شور سے بلند ہو رہی تھیں۔ بھلا اب درّانی کیوں کر میدان جنگ میں ٹھہر سکتے تھے۔ اپنا کل سامان چھوڑ کے بھاگے جب وہ فرار ہو رہے تھے۔ سید صاحب بھی

ان پر آپڑے جتنے درّانی مارے گئے ان کی تعداد ٹھیک نہیں معلوم ہاں جن مردوں کو وہ میدان میں چھوڑ گئے تھے وہ چار سو سے زیادہ شمار میں تھے، مولانا شہید کی فوج کا ایک آدمی بھی زخمی نہ ہوا"۔

(حیات طیبہ، ص262-261)

مرزا حیرت دہلوی اور لکھتا ہے۔

"ابھی صبح کی پو پھٹی تھی کہ آپ قلعہ ہنڈ کی دیواروں کے نیچے جا پہنے۔ کل ڈیڑھ سو آدمی ساتھ تھے اور باقی ماندہ پیچھے رہ گئے تھے۔ آپ نے خاموشی سے بارہ بندوقچیوں کو بھیج دیا کہ تم دروازہ کے پاس اس ٹیلہ کے پیچھے چھپ کے کھڑے ہو جاؤ۔ جوں ہی دروازہ کھول کر قلعہ میں سے لوگ نکلیں اور شہر کی طرف جانے لگیں تم فوراً قلعہ میں گھس جانا اور انہیں گولیاں ماردینا، بھاگتے ہوؤں کو روکنا نہیں، مقابلہ کرنے والے کو تہ تیغ کرنا۔ ابھی بہت روشنی نہ ہوئی تھی۔ نسیم سحری طفلانہ آٹکھیلیاں کرتی ہوئی چل رہی تھی اور خادی خان کو خبر دے رہی تھی کہ تیرا یہ خواب نوشین زہر آلود ہے۔ مگر وہ کچھ اپنے قلعہ کی مضبوطی میں ایسا مخمور تھا کہ اسے نسیم سحری کے جھوکوں کی اطلاع کی بھی ذرا خبر نہ تھی، جوں ہی مولانا شہید نے بندوقوں کی آواز سنی آپ بھی فوراً بندوق چھتیائے ہوئے معہ ہمراہیوں کے داخل قلعہ ہوئے۔ ہتھیار اٹھانے کی بھی فرصت نہ دی اور سب کو خوف دے کے باہر نکال دیا۔ قلعہ کے دوسرے حصہ میں خادی خان سوتا تھا۔

ٹھائیں ٹھائیں بندوقوں کی آواز ہوئی اور لوگوں کا غل سنائی دیا تو بیخبر رئیس ہڑبڑا کے اٹھا اور پریشان باہر نکل آیا دیکھا تو یہاں گل ہی اور کھلا ہوا ہے۔ فوج کے سرداروں کو ڈراؤنی صدا میں پکارا وہاں کسی کا بھی پتہ نہ تھا۔ پھر وہ اپنے کمرہ کے زینہ سے قلعہ کی چھت پر چڑھ گیا ور وہاں سے غل و شور مچانا شروع کیا۔ سراسیمہ ادھر اُدھر بھاگا پھرتا تھا، آخر ایک مسلمان کی گولی نے اُسے تھل بیڑے سے بٹھایا"۔

(حیات طیبہ، ص268-269)

سید احمد بریلوی کا سوانح نگار غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"مولانا (اسماعیل دہلوی) نے بلند آواز سے تکبیر کہہ کر حملے کا حکم دیا۔ خود سب سے آگے تھے۔ درانی گولہ انداز نے توپ داغنی چاہی۔ پھر مولانا ساتھیوں سمیت زمین پر بیٹھ گئے۔ توپ چلی اور گولہ غازیوں کے سروں کے اوپر سے نکل گیا۔ پھر مولانا نے اس تیزی سے حملہ کیا کہ دوسری مرتبہ گولہ چلنے سے پہلے پہلے توپچیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور توپ پر قبضہ کر لیا۔ اس اثنا میں سارے درانی بھاگ نکلے اور لشکر گاہ کو چھوڑ کر ایک ٹیلے پر پناہ گزیں ہو گئے۔ سید صاحب کو اطلاع ملی تو اس فتح پر بارگاہ الٰہی میں دوگانہ شکر ادا کیا۔

(سید احمد شہید، ص453)

غلام رسول مہر آگے لکھتا ہے۔

"پھر خود توپ کھنچوا کر ایک اونچی جگہ لائے، بھروائی، خود شست باندھی اور میرزا حسین بیگ کو حکم دیا کہ اب گولے پھینکو۔ پہلے ہی گولے سے دو سوار اُڑ گئے۔ دُرانی ٹیلے سے اُتر کر پیچھے کی طرف جا بیٹھے"۔

(سید احمد شہید، ص 453-454)

غلام رسول مہر مزید لکھتا ہے۔

"انتہائی احتیاط کے باوجود بعض غازی پیچھے رہ گئے۔ رات کی تاریکی میں انھیں سید صاحب کا پیغام نہ مل سکا اور وہ اپنی جگہ کو چھوڑ کر درختوں کے جھنڈ میں نہ پہنچے۔ یہ آٹھ دس آدمی تھے ان کے ساتھ ایک ہندو راجارام نام بھی تھا جو بیسواڑہ (نزد سلون) کا باشندہ تھا۔ اس نے اپنا قصہ یوں بیان کیا کہ میں مورچے میں سو گیا تھا۔ آنکھ کھلی تو کسی کو نہ پایا۔ بستی میں جا کر پوچھا تو معلوم ہوا کہ تمام غازی اس فوج پر شبخون مارنے کے لیے گئے ہیں، جو دوآبہ کی طرف کمک کے طور پر آ رہی تھی۔ میں یہ سن کر توپوں کے پاس پہنچا۔ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا دشمن توپیں لے جائیں۔ ان میں گولے بھر بھر کر چلانے لگا سید صاحب نے راجارام کی بہادری اور حسن تدبیر کی ستایش فرمائی"۔

(سید احمد شہید، ص 455-456)

قارئین کرام! ذرا سوچیے کہ ایک ہندو جو سید صاحب کی جماعت میں شامل تھا وہ درانی مسلمانوں پر توپوں کے دہانے کھول رہا تھا اور سید صاحب اس کی بہادری کی تعریف کر رہے تھے۔

غلام رسول مہر اور لکھتا ہے۔

"مولانا (اسماعیل) نے مال غنیمت جمع کرایا تو مندرجہ ذیل چیزیں تھیں: ایک ہاتھی، ساٹھ ستر اونٹ، کچھ کم تین سو گھوڑے، چھ توپیں، پندرہ سولہ شاہینیں۔ تلواروں اور بندوقوں کا شمار نہ تھا۔ ملکی لوگ جو مال اٹھائے لیے جارہے تھے، اسے حسن تدبیر سے واپس لیا۔ بستر اور خیمے سب محفوظ پڑے تھے۔ اکثر لوگ جوتے بھی چھوڑ گئے تھے۔ پلاؤ کی دیگیں تیار پڑی تھیں۔ منوں خشک میوہ موجود تھا یار محمد خاں کے کاری زخم لگا تھا اسے بہ مشکل گھوڑے پر سوار کر کے میدان سے باہر پہنچایا گیا۔ وہ ہریانہ اور دوڈھیر کے درمیان لہادر میں یا اس کے آس پاس فوت ہوا۔ میت کو پشاور پہنچا کر دفن کیا گیا۔ اس یورش میں یار محمد خاں کے تین سو ساتھی مارے گئے، جن میں سے ساتھ بڑے سردار تھے"۔

(سید احمد شہید، ص527)

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"خان (پاینده خان) یقیناً بہادر، بلند ہمت اور باتدبیر رئیس تھا اور اس کی شجاعت و الوالعزمی کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ سب سردار سکھوں سے دب گئے، لیکن وہ ہزاروں مصیبتوں اور پریشانیوں کے باوجود بہ دستور مقابلے پر جما رہا"۔

(سید احمد شہید، صفحہ نمبر541)

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"پایندہ خاں اب تک عشرہ میں تھا اور اپنے آدمیوں کو للکار للکار کر لڑائی کا حوصلہ دلا رہا تھا۔ سواروں اور پیادوں کو بھاگتے دیکھا تو خود بھی عشرہ کو چھوڑ کر امب کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس کے بچے کھچے آدمی اب زور شور سے پکار پکار کر کہہ رہے تھے "خان جل گیا رے" یعنی خان چلا گیا۔ جس کے کان میں یہ آواز پڑی وہ معاً بھاگ نکلا۔ غازیوں نے تھوڑی دیر میں عشرہ پر قبضہ جما لیا شیخ ولی محمد کوٹلہ سے پہاڑ کے اوپر اوپر امب کے قریب پہنچ گئے۔ پایندہ خاں انھیں دیکھتے ہی امب کو چھوڑ کر چھتر بانی چلا گیا، جو چند میل شمال میں تھا۔ شیخ ولی محمد گولیوں کی آواز سن کر کنیرڑی کی طرف آئے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نہ صرف غازیان کنیرڑی کو شدید مخمصے سے نجات ملی بلکہ عشرہ اور کوٹلہ پر بھی قبضہ ہو گیا"۔

(سید احمد شہید، ص557)

سید مراد علی لکھتے ہیں۔

"یہ ۱۸۰ء کا واقعہ ہے (یعنی یار محمد خاں سے جہاد کرنے کا) اس کے بعد پایندہ خاں کو دعوت دی کہ سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لو، وہ بیعت پر آمادہ نہ ہوا، تو اس پر کفر کا فتویٰ لگا کر اس پر چڑھائی کر دی۔ پایندہ خاں جو تمام زندگی سکھوں سے خلاف بر سرِ پیکار رہا۔ اُس نے وقتی طور پر سکھوں سے صلح کر لی اور اپنا بیٹا جہاں داد خاں بہ طور ضمانت گروی

رکھ کر دو پلٹن فوج حاصل کی۔۔۔اور مجاہدین سے اپنا علاقہ خالی کرا لیا، بعد میں سکھوں کے ساتھ پائندہ خاں کی جنگیں بدستور ہوتی رہیں"۔

(تاریخ تناولیاں، ص54 بحوالہ البریلویۃ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ، ص346)

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"مردان پر حملے کے لیے تیاری کا حکم دینے کے بعد قاضی سید محمد حبان نے دو ملکی آدمیوں کو صحیح حالات معلوم کرنے کے لیے بھیج دیا۔ وہ خبر لائے کہ ہوتی کی گڑھی میں بیس پچیس اور مردان کی گڑھی میں تیس چالیس آدمی ہوں گے۔ رسول خاں موجود ہے اور احمد خاں پشاور گیا ہوا ہے۔ حملے کا اس سے بہتر موقع کیا ہو سکتا تھا؟ اگر انتظار کیا جاتا تو درانیوں کا لشکر آجاتا"۔

(سید احمد شہید، ص604)

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"کھلابٹ سے ایک کوس پر نماز ظہر ادا کی۔ جب بستی پاؤ کوس پر رہ گئی تو قاضی صاحب نے حکم دیا کہ سب ٹھہر جائیں۔ پھر رسالدار عبد الحمید خاں سے کہا کہ آپ یہاں تیار کھڑے ہیں، ہم پیادوں کو لے کر آگے بڑھتے ہیں۔ جب ہماری طرف سے بندوق چلے تو فوراً باگیں اٹھا کر بستی کی جنوبی سمت سے حملہ کر دیں۔ قاضی صاحب نے شمالی سمت میں ایک ٹیلے پر زنبورک لگا کر گولہ باری شروع کر دی۔ اس اثنا میں رسالے کے ایک سوار مومن خاں کو پیشاب کی حاجت ہوئی۔ وہ اپنے ساتھیوں سے

آگے بڑھا۔ گھوڑے کی باگ پاؤں کے نیچے دبا کر پیشاب کے لیے بیٹھ گیا۔ دفعتہ گھوڑا بھڑکا اور اس کی باگ پاؤں کے نیچے سے نکل گئی۔ وہ گاؤں کی طرف بھاگا۔ رسالدار نے آواز دی کہ لینا جانے نہ پائے۔ دو چار چار سوار اس کے تعاقب میں نکلنے لگے۔ قاضی صاحب نے سمجھا کہ سواروں نے ہلہ بول دیا۔ چنانچہ انھوں نے بھی گولہ باری چھوڑ کر حملہ کر دیا۔ اس طرح ایک معمولی واقعہ کامیاب یورش کی شکل اختیار کر گیا۔ پیادہ فوج بستی میں داخل ہو گئی۔ سواروں کا مقابلہ صرف دو آدمیوں نے کیا اور دونوں مارے گئے۔ غازیوں میں سے کسی کے چرکہ بھی نہ لگا اور کھلابٹ فتح ہو گیا۔ بعد میں معلوم ہوا وہاں مقابلے کے لیے پانچ ہزار آدمی فراہم تھے"۔

(سید احمد شہید، ص599-598)

قارئین کرام! مذکورہ بالا عبارات سے روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی نے مسلمانوں پر اپنی شریعت کو تھوپنے کے لئے جہاد کیا اور مسلمانوں کا قتال کیا۔

سکھوں سے جہاد کی کہانی

چھپ نہیں سکتی کسی سے ان کی تاریخ سیاہ
ظلمتوں کے ہیں نقیب نفس پرست باطن سیاہ

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہو گا کہ ان کی جماعت کے لوگوں نے تاریخ سے خیانت کی اور تاریخ میں کتر بیونت کا پیوند لگا کر مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے رہے کہ ان سید احمد کمپنی کا جہاد سکھوں سے رہا پھر قلابازی کھاتے ہیں اور یوں راگ الاپتے ہیں کہ کہ اصل مقصد ان کا انگریزوں سے ملک کو نکالنا تھا اور ان کا جہاد انگریزوں سے تھا۔ اب ہم ان کی سکھوں سے جنگ کی کہانی بیان کرتے ہیں تا کہ قارئین کرام ان کی تضاد بیانی ملاحظہ فرما کر خود فیصلہ کر سکیں۔ آیا کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ؟ مگر پہلے یہ بیان ملاحظہ فرمایئے جس میں اپنے امام کی شان کو اسلام کے مایہ ناز امام، امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں مقابلہ کرتے ہوئے کہتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

اسماعیل دہلوی کا سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"جس (اسماعیل دہلوی) نے امام ابو حنیفہ سے زیادہ دین کی مدد کی اور خونخوار سکھوں سے اپنے بھائیوں کے خود کا عوض لیا"۔

(حیات طیبہ، صفحہ نمبر334)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جس امام کے کارناموں کو ہر دور میں امت مسلمہ کے بڑے بڑے مقتدر علماء کرام، اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سراہا اور ان کے مقلد ہونے کو شان امتیاز جانا اور اپنی تحقیق و کاوش کو امام کے سامنے کچھ بھی نہ جانا اور یہی جانا اور سمجھا کہ فقہ میں اگر کسی کا عظیم مقام ہے تو وہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا ہے اور دین کی جو خدمت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر گئے شاید بعد میں کسی کے حصے میں آئے۔ مگر یہ لوگ وہابی لوگ اس قدر بے باک ہیں کہ کہتے ہیں اسماعیل دہلوی نے دین کی خدمت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ کی ہے جو کہ سورج کو آئینہ دکھانے کے مترادف ہے۔

سکھوں سے جہاد کے بارے میں سید احمد بریلوی سے یوں عندیہ ملتا ہے۔ مکتبہ دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے۔

"جب سید صاحب نے سکھوں پر جہاد کیا تو سب لوگ جہاد میں شریک ہو گئے"۔

(حکایات اولیاء، ص 123، حکایت نمبر 118)

شیخ محمد اکرام لکھتا ہے۔

"سید صاحب نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ میں عنقریب سکھوں سے جہاد کروں گا"۔

(موجِ کوثر، صفحہ نمبر 21)

محمد احسن لکھتا ہے۔

"انھوں (سید احمد بریلوی) نے سکھوں کے خلاف جب علم جہاد بلند کیا تو انھیں کامیابی ہوئی"۔

(محمد بن عبدالوہاب، صفحہ نمبر 220)

مولوی اسماعیل دہلوی کے سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں۔

"آپ (اسماعیل دہلوی) نے اپنی عمر کا بڑا حصہ سکھوں سے دو دو ہاتھ کرنے میں صرف کر دیا تھا"۔

(حیات طیبہ، ص151)

قارئین کرام! مولوی اسماعیل دہلوی کے سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی، مولوی اشرف علی تھانوی، شیخ محمد اکرام اور محمد احسن کی عبارات سے جو معلوم ہوتا ہے کہ سید احمد بریلوی نے سکھوں سے جہاد کا عندیہ ظاہر کیا۔ اور عمر کا زیادہ حصہ سکھوں سے جہاد میں صرف کیا۔

اب ذرا غلام رسول مہر کی دور کی کوڑی بھی ملاحظہ کیجئے۔

"بعض سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ رام پور میں افغانوں نے آپ کو مسلمانوں کے ظلم و ستم کی داستانیں سنائیں تھیں اور یہ داستانیں سن کر آپ نے سکھوں کے خلاف جہاد کا فیصلہ کر لیں۔ یہ محض سوانح نگاروں کی تخیل کا کرشمہ ہے جہاد کا پہلا ہدف انگریز تھے سکھوں سے بھی جہاد ضروری تھا، لیکن وہ انگریزوں سے پہلے نہیں آتے تھے"۔

(سید احمد شہید، صفحہ نمبر 131۔132)

قارئین کرام! مہر صاحب کی عبارت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ سید احمد بریلوی کا جہاد سکھوں سے بھی ضروری تھا مگر پہلے ہدف پر انگریز تھے۔ اب یا تو مذکورہ بالا تینوں افراد کو جھوٹا مانا جائے یا پھر مہر صاحب کو فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

سکھوں کی انگریز سے جنگ

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سکھوں نے بھی انگریزی قوم سے جنگ جاری رکھی ہوئی تھی اور انگریز ان سے خائف بھی تھے اور ان کا خاتمہ بھی چاہتے تھے۔ قارئین کرام سوچنے والی بات یہ ہے کہ جب ہندوستانی اقوام کا مشترک دشمن انگریز تھا اور سبھی انگریزوں کو اس ملک سے نکالنا چاہتے تھے تو سید صاحب نے سکھوں کی بجائے انگریزوں سے کیوں جنگ کی ۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اصل مقصد اس ملک میں انگریزوں کے قدم مضبوط کرنا ہوں۔ یہ بات ہم کسی غلطی فہمی کی بنا پر نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ اس کا ثبوت ہم آئندہ اوراق میں پیش کریں۔ ذرا یہ واقعہ ملاحظہ کیجئے۔

اسماعیل دہلوی کا سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"رنجیت سنگھ شیر پنجاب کی جنگی قوت کی دھاک تمام ہندوستان پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ کسی سے دبتا نہ تھا۔ سرکار انگریزی کو کابل کا جب رستہ دیا ہے جب روپیہ محصول زمین کا لے لیا گورنمنٹ انگلشیہ نے بھی رنجیت سنگھ کی ایک بڑی فوجی قوت تسلیم کر لی تھی، اور ساتھ ہی اس کے افغانستان پر دو تین فتوحات حاصل ہونے کے بعد اور بھی اس کا نصیبہ چمک گیا تھا، اور اس کی فوجی قوت کی دھاک بحیرہ ہند کی موجوں سے دست و گریبان ہو کے بحر ظلمت کے راستہ سے لندن تک پہنچی اور وہاں سرکار کمپنی کو پریشان کر دیا تھا۔ ایسے زبردست حکمران کے مقابل میں سید صاحب کا چند ایسے آدمیوں کا لے جانا جن کے باپ دادا نے نہ کبھی تلوار ماری، نہ انہوں نے خود بچپن سے ایسی مشق کی، نہ فنون جنگ کے ماہر، نہ سامان جنگ پاس، نہ رسد کا انتظام، نہ پشت پناہی کے لئے کوئی

حکمران، محض امید موہوم پر پنجاب پر معدودے چند کے ساتھ حملہ آور ہونا، اور دلیری سے ادھر اُدھر پھرنا یہ ساری باتیں بظاہر دیکھنے والے کو چھچھورے پن اور طفلانہ اٹکھیلیوں سے زیادہ وزن کی نہ معلوم ہوں گی"۔

(حیات طیبہ، ص431)

قارئین کرام! اس عبارت سے معلوم ہوا کہ رنجیت سنگھ جو کہ انگریزوں کا سخت ترین دشمن تھا جس نے اپنی جنگی قوت سے انگریز کو کابل کا رستہ بھی دکھلا دیا تھا۔اور انگریزوں پر اس کی فوجی قوت کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی انگریز اس سے خائف بھی تھے۔تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے جب ان کا جہاد انگریز قوم سے تھا اور سکھ بھی انگریز کے دشمن تھے تو کیاسید صاحب نے اس کے خلاف جنگ کرکے انگریزوں کے ہاتھ مضبوط نہ کئے ہوں گے ؟انگریز تو اس جنگ سے خوش ہوا ہو گا کہ جو شخص ہمارا سر درد بنا ہوا ہے اس سے سید صاحب نے جنگ چھیڑ کر ہمارا سر درد ختم کر دیا۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ سید صاحب نے انگریزوں کے اشارے پر کیا ؟اور وفاداری ثابت کرکے صرف حصول اقتدار اور دولت کمانا ہو۔

سکھوں سے جہاد کیلئے چندے کی اپیل

اسماعیل دہلوی کا سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"سید احمد صاحب نے سکھوں پر جہاد کرنے کے لئے روپیہ جمع کرنے کے واسطے مختلف شہروں میں خلیفہ مقرر کئے ان کا یہ کام تھا کہ در قصبہ

اور گاؤں بگاؤں وعظ کہتے پھریں، اور سکھوں سے جہاد کرنے کے لئے روپیہ جمع کریں"۔

(حیات طیبہ، ص424)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سید صاحب نے نام نہاد جہاد کے لئے روپیہ پیسہ جمع کرنا شروع کر دیا اور اس چندہ کے حصول کے لئے شہر شہر قصبہ قصبہ اپنے خلیفے مقرر کئے۔

سکھوں سے جنگ کا مقصد

دارالعلوم دیوبند کے صدرالمدرسین مولوی حسین احمد ٹانڈوی ثم مدنی لکھتا ہے۔

"سکھوں سے جنگ فرقہ واریت کی بناء پر نہیں تھی بلکہ اس بناء پر تھی کہ وہ انگریزوں کے حلیف و مددگار تھے۔ انگریزوں نے اُن کو ہندوستان میں اپنی حکومت کی حفاظت کے لئے افغانستان سے راستہ میں آہنی دیوار اور رسدِ سکندری بنایا تھا اس لئے اُن کا قلع قمع کرنا لازم تھا اس کے علاوہ وہ بے پناہ مظالم بھی محرک تھے جن کا وہ انتہائی بربریت کے ساتھ ارتکاب کر رہے تھے"۔

(نقشِ حیات کامل، جلد دوم، ص423)

یہی ٹانڈوی مزید لکھتا ہے۔

"اُس زمانہ میں مغربی پنجاب میں سکھوں کی حکومت تھی جو کہ انگریزوں کے حلیف تھے اور آپس میں (انگریزوں اور راجہ رنجیت سنگھ میں) زوردار معاہدے کئے ہوئے تھے۔

(نقشِ حیات کامل، جلد دوم، ص411)

قارئین کرام! پچھلے حوالے میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ رنجیت سنگھ انگریزوں کا سخت دشمن تھا اور انگریزی حکومت اس گھبراتی تھی اور ٹانڈوی لکھتا ہے وہ انگریزوں کے حلیف ومددگار تھے اور سید صاحب کی جنگ اس لیے تھی کہ سکھ انگریزوں کے حلیف ومددگار ہیں۔ اور انگریزوں نے ہندوستان میں اپنی حکومت کی حفاظت کے لئے افغانستان سے راستہ میں آہنی دیوار اور رسدِ سکندری بنایا تھا۔ اب یا تو سوانح نگار مولوی اسماعیل دہلوی مرزا حیرت دہلوی جھوٹے ہیں یا پھر دارالعلوم دیوبند کے صدرالمدرسین مولوی حسین احمد جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ فیصلہ قارئین کرام خود بہتر طور پر کرتے ہیں۔

ٹانڈوی اور لکھتا ہے۔

"مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری جو حضرت سید صاحب کے نہایت مستند سوانح نگار ہیں لکھتے ہیں۔" کہ ایک مرتبہ ایک سوال کے جواب میں سید صاحب نے صاف صاف فرمایا کہ کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے بلکہ سکھوں سے جہاد کرنے کی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادرانِ اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ مذہبی فرائض ادا کرنے میں مزاحم ہوتے ہیں۔ اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز آجائیں گے تو ہم کو اُن سے لڑنے کی ضرورت نہ رہے گی"۔

(نقشِ حیات کامل، جلد دوم، ص418)

ٹانڈوی سید احمد بریلوی کے سوانح نگار مولوی جعفر تھانیسری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ سید صاحب نے ایک سوال کے جواب میں اپنا ارادہ یہ ظاہر فرمادیا تھا کہ ہندوستان

میں کسی کا ملک چھین کر وہ اقتدار نہیں چاہتے بلکہ سکھوں سے جہاد کی وجہ یہ ہے وہ ہمارے برادرانِ اسلام پر ظلم کرتے ہیں اور مذہبی فرائض کی ادائیگی میں مزاحم ہوتے ہیں اور اگر سکھ لوگ اس چیز سے باز آجائیں تو ہمیں ان سے جہاد کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اس سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ انگریزی حکومت سے انہیں کوئی پرخاش نہیں تھی نہ ہی انگریزی حکومت ان کے کسی کام میں مداخلت کرتی تھی بلکہ خیال رکھتی تھی۔ بلکہ سکھوں سے جہاد کا اصلی مقصد یہی تھا کہ مذہبی فرائض کی ادائیگی میں رکاوٹ تھی۔ اور اس عبارت سے سید صاحب کا یہ بھی عندیہ ملتا ہے کہ ہندوستان پر حکومت کس کی ہوتی ہے ہندو کریں یا انگریز اس سے ان کو کوئی تعلق نہیں۔ ایک اسلامی ریاست کا قیام ان کی ترجیحات میں شامل نہیں تھا۔ لہذا وہ ایک سیکولر اسٹیٹ کے قیام کے حامی تھے۔

یہی ٹانڈوی مزید لکھتا ہے۔

> "حقیقت میں سکھوں سے لڑنے کا مقصد اصلی ان بدیشوں (انگریز) اور اُن کے معاونین سے لڑ کر ملک کو اس مصیبت سے بچانا تھا اور رعایا پر سے اُن کے وحشیانہ مظالم کو اٹھا دینا اور بس۔ حضرت سید احمد صاحب بریلوی۔۔۔ جو کہ اس تحریک کے سردار اور بانی ہیں اُن کے خط میں جو کہ وزیر گوالیار کے نام مدد طلب کرنے لئے لکھا گیا تھا۔۔۔ کہ ہمارا مقصد ہندوستان کو اس بدیسی قوم (انگریز) کے مظالم سے پاک کرنا ہے اس کے بعد ہندو اور مسلمان مل کر بادشاہت کے لئے جس کو مناسب سمجھیں منتخب کریں"۔

(نقشِ حیات کامل، جلد دوم، ص411)

قارئین کرام! ٹانڈوی صاحب نے پچھلی عبارت میں مولوی جعفر تھانیسری کے حوالے سے لکھا تھا اور اب خود یہ لکھتا ہے کہ سید صاحب کا سکھوں سے لڑنے کا مقصد انگریزوں کو ملک سے نکالنا تھا پھر اس سے مقصد نہیں تھا کہ مسلمان اور ہندو مل کر جس کو چاہیں بادشاہ بنالیں یا ان کے لفظوں میں کہ مسلمانوں پر امیر المومنین کون بنتا ہے ہندو ہو یا مسلمان اس سے سید صاحب کو کوئی سروکار نہیں۔ اس کے علاوہ یہ قارئین یہ بات بھی ملاحظہ فرمائیں کہ شریعت اسماعیلی میں کسی غیر اللہ سے مدد مانگنا کفر و شرک ہے چاہے وہ نبی علیہم السلام کی ذات مقدس ہو یا اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی ذات بابرکات ہو۔ مگر یہی اپنے مفاد کے لئے گوالیار کے وزیر سے مدد طلب کرتے ہیں تو کیا انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے فتوؤں کے مطابق کفر و شرک کا ارتکاب کیا یا نہیں؟۔ قارئین کرام اس پر سوچئے اور جواب اپنے ضمیر سے حاصل کیجئے۔

برٹش عملداری میں کھلے عام جہادی وعظ

مولوی اسماعیل دہلوی کا سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"سید احمد صاحب نے عام طور پر دھڑا کے سے اپنے مریدوں کو ہر شہر میں یہ اجازت دے دی کہ سکھوں پر جہاد کرنے کے وعظ ہوں۔ اکثر شہروں میں وعظ ہونے شروع ہوئے کیا تو لوگوں کے دلوں میں تحریک پھیل رہی تھی، اب عام طور پر ظاہر ہونے لگی اور سید صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے"۔

(حیات طیبہ، ص 431-430)

قارئین کرام! اس عبارت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ سید صاحب نے سکھوں پر جہاد کے کھلے عام وعظ کی اجازت دے رکھی تھی اور وعظ کی بدولت لوگوں میں تحریک پھیل رہی تھی اور نام نہاد مجاہدین جمع ہونے لگے۔ آپ یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ جائیں گے کہ انگریزوں سے جہاد کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کی اکابر پرستی دیکھئے کہ انگریزوں کی وفاداری کا داغ دھونے کے لئے اب تاریخ میں کتربیونت کی جارہی ہے، خیانت کی جاری ہے، اپنی مرضی کی تاریخ مرتب کی جارہی ہے صرف اور صرف اس لئے کہ انگریزوں کی وفاداری کا داغ دھویا جاسکے مگر یہ ایسا داغ ہے جس کو جس قدر دھویا جاتا ہے اور نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔ بہرکیف سوچنے کی بات یہ ہے کہ انگریزی حکومت میں انگریزوں کے باغی ہو کر کس طرح سے کھلے عام جہاد کی ترغیب دے رہے تھے۔ کیا انگریز اتنے ہی بیوقوف تھے کہ اپنی ہی عملداری میں اپنے ہی دشمنوں کو جہاد کے وعظ کی کھلی چھٹی دے دیں۔ بلکہ انگریزوں کا کچھ نہ کہنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ سید صاحب کی وفاداریاں انگریزوں کے ساتھ تھیں۔ اگر اب یقین نہ آئے تو انہیں کی زبانی سنیئے۔

سکھوں سے جہاد کیلئے انگریز حکومت سے اجازت طلب کرنا

مولوی اسماعیل دہلوی کا سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"سید احمد صاحب نے مولانا (اسماعیل) شہید کے مشورہ سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹنٹ گورنر ممالک مغربی شمالی کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کرنے کو ہیں۔ سرکار کو تو اس میں کچھ اعتراض نہیں ہے۔ لیفٹنٹ

گورنر نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عمل داری میں امن میں خلل نہ پڑے۔ ہمیں کچھ سروکار نہیں نہ ہم ایسی تیاری کے مانع ہیں۔ یہ تمام بیّن بیّن ثبوت صاف صاف اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ جہاد صرف سکھوں ہی کے لئے مخصوص تھا۔ سرکار انگریزی سے مسلمانوں کو ہرگز ہرگز مخاصمت نہ تھی"۔

(حیات طیبہ، ص431)

قارئین کرام! خط کشیدہ الفاظ کو بغور پڑھیے کیا اب بھی یقین کرنے میں کوئی چیز مانع ہو سکتی ہے اس سے چند باتیں معلوم ہوتیں ہے۔

1. سید صاحب کا اصل مقصد سکھوں سے جہاد کا تھا۔
2. سکھوں سے جہاد کیلئے انگریزی گورنمنٹ سے اجازت لینا۔
3. انگریزی حکومت کا اجازت دینا۔
4. انگریزی حکومت کا کہنا ہماری عملداری میں امن خراب نہ ہو۔
5. سید صاحب کو انگریزی حکومت سے کوئی مخاصمت نہیں تھی۔

قارئین کرام! کیا اب بھی کوئی وضاحت کی ضرورت رہ جاتی ہے کہ سید احمد صاحب اینڈ کمپنی کا مقصد انگریزوں سے جہاد ہرگز نہیں تھا بلکہ انگریزی حکومت کو تحفظ پہنچانا تھا۔

مولوی اسماعیل دہلوی کے سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی مزید لکھتے ہیں۔

"مولانا شہید نے پہلے سکھوں کے خونخوار حملہ کو روکا مگر جب دیکھا کہ سید صاحب تو بیہوش پڑے ہوئے ہیں، اور ان کا ہاتھی جنبش نہیں کھاتا اور وہ عنقریب سکھوں کے قبضہ میں آنے کو ہیں۔ آپ نے میدان

سکھوں کے ہاتھ سونپ کے سید صاحب کو سنبھالا ، اور بمشکل کئی آدمیوں کی مدد سے آپ نے گھوڑے پر بٹھا کے صاف میدان جنگ سے نکل آئے، جب مجاہدین نے سید صاحب اور مولنا شہید کو اپنے میں نہ پایا ان کے پیر بھی اکھڑ گئے نہ کوئی کمانڈر تھا نہ اُنہیں کوئی خالد جیسا لڑانے والا اور نہ مثنیٰ جیسا حملہ آوروں کے پنجہ سے نکالنے والا تھا جدھر ان کا سینگ سمایا سراسیمہ ہو کے بھاگے، سکھوں نے تعاقب کیا اور مظلوم مسلمانوں کو نہایت بے بسی کی حالت میں قتل کیا، ان کا سامان لٹ رہا تھا اور اُن کی جانیں ضائع ہو رہی تھیں۔ ادھر سید صاحب کے لینے کے دینے پڑ رہے تھے، ادھر مجاہدین کی جانوں پر بن رہی تھی۔ بہت سے مسلمان سکھوں نے قید کر کے لاہور روانہ کئے جہاں وہ نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے"۔

(حیات طیبہ، ص247)

قارئین کرام! اس عبارت کو پڑھیے اور سید احمد کمپنی کو داد شجاعت دیجئے کہ کسی جوانمردی کے ساتھ میدان چھوڑ کر بھاگ کر لوگ کو سکھوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر فرار ہو جاتے ہیں۔ کیا جہاد اسی کا نام ہے؟ ارے جن کا مقصد جہاد ہوتا ہے اور جن کا مقصد دین کی سرفرازی ہوتا ہے وہ تو سر پر کفن باندھ کر جاتا ہے، زندگی اُس کے سامنے اپنے مقصد کے آگے بے معنی رہ جاتی ہے اُن کا اصل ہدف دین کی سرفرازی ہوتا ہے چاہے اس میں جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ ایسے واقعات تاریخ اسلام کا انمٹ حصہ ہیں کہ دین کی سرفرازی کے لئے مجاہدین اسلام نے اپنی جانوں کے نذرانوں سے دین کی آبیاری کی مگر یہ نام نہاد

مجاہدین کے کمانڈر ایک ہی حملے میں بھاگنے میں سبقت لے جاتے ہیں اور لوگوں کو پیچھے مرنے کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔بات یہی ہے کہ جن کا مقصد دولت و اقتدار کا حصول ہوتا ہے اُن کو جان بڑی پیاری ہوتی ہے۔

انگریزوں
سے
جہاد کی کہانی

رہے منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیر کارواں بھی ہے انھیں گم گردہ راہوں میں

قارئین کرام ! ہم نے آپ کی خدمت میں سکھوں سے جہاد کے حوالے سے گذشتہ صفحات میں بیان کیا ہے۔ اب آگے انگریزوں سے جنگ کی کہانی آپ کی خدمت رکھتے ہیں اور ان نام نہاد مجاہدین کی اصلیت سے آگاہ کرتے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کے صدرالمدرسین مولوی حسین احمد ٹانڈوی ثم مدنی لکھتا ہے۔

"اس وقت سید صاحب کھل کر میدان میں آگئے تھے یعنی صریح اور صاف الفاظ میں لوگوں کو جہاد کی طرف بلاتے اور فرضیت جہاد کی تلقین ہوتی تھی بلکہ انگریزوں سے جہاد کرنا ضروری اور اصل الاصول قرار دیتے تھے"۔

(نقش حیات کامل، صفحہ نمبر 434)

محمد احسن لکھتا ہے۔

"ہندوستان میں تحریک موحدین (سید احمد بریلوی اینڈ کمپنی) نے حکومت برطانیہ کو بڑی آزمائش میں مبتلا کر دیا تھا اور ۱۸۷۰ء تک اس کے معتقدین نے شمال مغربی ہندوستان اور مغربی پنجاب میں انگریزی افواج کو پے در پے شکستیں دی"۔

(محمد بن عبدالوہاب، صفحہ نمبر 221)

مذکورہ بالا دونوں عبارات سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ سید احمد بریلوی نے انگریزوں سے کھل کر اعلان جہاد کیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا ضروری اور اصل الاصول ہے۔ بلکہ اس ضمن میں انگریزی افواج کو پے در پے شکستیں دیں۔ قارئین کرام! پچھلے صفحات میں ہم بتا آئے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ انگریزوں کی عملداری میں سید صاحب اینڈ کمپنی کھلے عام انگریزوں سے جہادی وعظ بھی کریں اپنی فوج بھی اکھٹی کریں اور انگریز چپ چاپ گم سم دیکھتا رہے اور کچھ نہ کہے۔ اور سید صاحب کی جہادی سرگرمیاں دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا رہے۔ کیا سمندر پار سے آنے والے انگریز جنہوں نے مسلمانوں سے سلطنت چھین کر قبضہ جما لیا ایسے ہی بیوقوف تھے کہ سید صاحب اینڈ کمپنی کو کھلی اجازت دیتے اور اپنے خلاف کاروائی پر چون وچرانہ کرتے یہ عوام الناس کی آنکھوں میں دھول مٹی جھونکنے کے مترادف ہے بلکہ انگریزوں نے ہر اُس شخص کو تہ تیغ کیا جس کے متعلق ان کو ذرا سے بھی شبہ ہوتا تھا۔ تاریخ کے صفحات انگریزوں کی ان ظالمانہ کاروائی سے بھرے پڑے ہیں۔ بلکہ آپ نے پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرمایا کہ سکھوں سے جہاد کے لئے تو سید صاحب گورنمنٹ انگلشیہ سے اجازت نامہ لیتے ہیں اور گورنمنٹ انگلشیہ اجازت دیتی ہے مگر اب تاریخ گھڑنے کے لئے نام نہاد مورخ اکابر پرستی میں انگریزوں سے جہاد کا ڈرامہ رچا رہے ہیں۔ ہر غیر جانب داری قاری اس کھلی تضاد بیانی کو محسوس کیے نہیں رہ سکتا۔

غلام رسول مہر کی سنئے لکھتے ہیں۔

"میں (غلام رسول مہر) جہاں تک تحقیق کر سکا ہوں، سب سے پہلے سر سید احمد خان مرحوم نے سید صاحب کے جہاد کا رُخ انگریزوں سے ہٹا کر

سکھوں کی طرف پھیرا۔ ولیم ہنٹر کی کتاب "ہمارے ہندوستانی مسلمان" چھپی تھی تو سر سید نے اس کی تہمت طرازیوں کے جواب میں ایک سلسلۂ مضامین "پایونیر" میں چھپوادیا تھا جو بعد میں الگ بھی چھپ گیا تھا۔ ان جوابی مضامین میں یہ بھی کہا گیا کہ سید صاحب صرف سکھوں سے لڑنا چاہتے تھے اور انگریزوں کے ساتھ جنگ سے اظہار برأت کر دیا تھا۔ سر سید کا یہ بیان بہت کم لوگوں کی نظروں سے گزرا ہوگا۔ مولوی محمد جعفر تھانیسری مرحوم نے اسے پھیلا کر پیش کیا"۔

(سید احمد شہید، ص241)

مذکورہ بالا عبارت میں مہر صاحب کی اکابر پرستی ملاحظہ فرمایئے کہ مولوی محمد جعفر تھانیسری جو کہ سید احمد بریلوی کے سوانح نگار ہیں جو کہ سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کے ساتھ رہے انھوں نے بقول مہر صاحب 1855ء میں سوانح سید احمد بریلوی لکھی اور سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی 1831ء میں قتیل ہوئے۔ یعنی سوانح احمدی معرکہ بالاکوٹ کے تقریباً چوبیس سال بعد اختتام ہوئی۔ کہنے کی بات یہ ہے کہ مولوی جعفر تھانیسری کی گواہی مہر صاحب کی گواہی سے زیادہ معتبر مانی جائے گی کیونکہ تھانیسری صاحب ان واقعات کے چشم دید گواہ ہیں۔ اور سید صاحب کا زمانہ بھی قریب ہے جس وقت معرکہ بالاکوٹ ہوا اُس وقت سر سید کی عمر تقریباً چودہ سال تھی۔ لہٰذا مہر صاحب کی بجائے تھانیسری اور سر سید احمد خان کی روایت زیادہ معتبر ہیں۔ جنہوں نے کہا بقول مہر صاحب کہ سید صاحب صرف سکھوں سے لڑنا چاہتے تھے اور انگریزوں کے ساتھ جنگ سے اظہار برأت کر دیا تھا۔ یہی معتبر مانا جائے گا۔

حکومت کس کی ہوگی اس سے غرض نہیں مسلمانوں کی یا ہندوؤں کی

مولوی حسین احمد ٹانڈوی ثم مدنی صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند کی سنئے لکھتے ہیں۔

"ہمارا مقصد ہندوستان کو اس بدیسی قوم (انگریز) کے مظالم سے پاک کرنا ہے اس کے بعد ہندو اور مسلمان مل کر بادشاہت کے لئے جس کو مناسب سمجھیں منتخب کریں"۔

(نقشِ حیات کامل، جلد دوم، ص 411)

اب مولانا ابوالحسن ندوی کی سنئے لکھتے ہیں۔

"آپ کا واحد مقصد ملک سے پردیسی (انگریز) لوگوں کا اقتدار ختم کر دینا ہے، اس کے بعد حکومت کس کی ہوگی اس سے آپ کو غرض نہیں ہے جو لوگ حکومت کے اہل ہوں گے، ہندو ہوں یا مسلمان یا دونوں، وہ حکومت کریں گے"۔

(سیرت سید احمد شہید، جلد اول، ص 418)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی ثم مدنی لکھتا ہے۔

"سید صاحب کا اصل مقصد چونکہ ہندوستان سے انگریزی تسلط و اقتدار کا قلع قمع کرنا تھا جس کے باعث ہندو اور مسلمان دونوں ہی پریشان تھے۔ اس بناء پر آپ نے اپنے ساتھ ہندوؤں کو شرکت کی دعوت کی اور اُس میں صاف صاف انہیں بتا دیا کہ آپ کا واحد مقصد ملک سے پردیسی لوگوں کا اقتدار ختم کر دینا ہے۔ اس کے بعد حکومت کس کی

ہو گی۔ اس سے آپ کو غرض نہیں ہے جو لوگ حکومت کے اہل ہوں گے ہندو ہوں یا مسلمان"۔

(نقشِ حیات کامل، جلد دوم، ص419)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی مزید لکھتا ہے۔

"جہاد سے آپ (سید صاحب) کا مقصد خود اپنی حکومت قائم کرنا ہر گز نہیں تھا بلکہ دین رب العالمین کی خدمت تھا۔

ہندوؤں سے اختلافِ مذہب کی بناء پر آپ کو پر کاش تو کیا ہوتی آپ کمپنی کے ہاتھوں مظلومیت و پامالی میں ہندو اور مسلمان دونوں کو یکساں شریک جانتے تھے اور جہاد سے آپ کی غرض دونوں کو ہی اجنبی اقتدار کی مصیبت سے نجات دلانا تھا۔

کامیاب ہونے کے بعد ہندوستان میں ملکی حکومت کا نقشہ کیا ہو گا اسکا فیصلہ آپ طالبین مناصبِ ریاست وسیاست پر چھوڑتے ہیں۔ مگر ہندوؤں کو یہ اطمینان ضرور دلاتے ہیں کہ وہ سید صاحب کی کوششوں کو اپنی ریاست کی بنیاد کے مستحکم ہونے کا باعث سمجھیں اور پھر سید صاحب کا ہندو ریاستوں کو مدد اور شرکتِ جنگ کی دعوت دینا اور اپنے توپ خانہ کا افسر راجہ رام راجپوت کو مقرر کرنا خود اس کی دلیل ہے کہ آپ ہندوؤں کو اپنا محکوم نہیں بلکہ شریک حکومت بنانا چاہتے تھے۔

(نقشِ حیات کامل، جلد دوم، ص421-422)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی اور مزید لکھتا ہے۔

"بے شک سید صاحب جگہ جگہ اعلاء کلمۃ اللہ اور دین رب العالمین کی خدمت کا ذکر کرتے اور اسی کو اپنی مساعی کا محرک بتاتے ہیں لیکن آپ یہ خوب سمجھتے تھے کہ علاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ صرف یہ ہی نہیں ہے کہ ایک فرقہ وار گورنمنٹ قائم کی جائے۔ اور خود حاکم بن کر دوسرے برادرانِ وطن کو اپنا محکوم بنایا جائے بلکہ اُس کا سب سے زیادہ مؤثر طریقہ یہ ہے کہ برادرانِ وطن کو سیاسی اقتدار میں اپنا شریک کر کے اسلامی فضائل اخلاق سے ان کے دلوں کو فتح کیا جائے۔ اقلیت اور اکثریت کے مسئلہ کی کوئی پیچیدگی آپ کے ذہن میں نہیں تھی۔ کیونکہ آپ کے نزدیک یہ دونوں بے حقیقت چیزیں تھیں جو اپنے عمل میں سب سے زیادہ پُرجوش، فداکار، سرگرم اور مخلص و دیانت ہو گا۔ امامت اور لیڈرشپ اُسی کے ہاتھ میں رہے گی۔ خواہ اقلیت کے فرقہ سے تعلق رکھے یا اکثریت کے فرقہ سے"۔

(نقشِ حیات کامل، جلد دوم، ص 422)

دیوبندی مؤرخ عبد الرشید ارشد لکھتا ہے۔

"ہم پہلے لکھ آئے ہیں حضرت سید احمد شہید کی تحریک ۱۸۲۴ء اور جہاد حریت ۱۸۵۷ء میں بھی ہندو مسلم اتحاد کام کر رہا تھا"۔

(بیس بڑے مسلمان، صفحہ نمبر 278)

قارئین کرام! مذکورہ بالا عبارات کو بغور مطالعہ فرمائیں اور سوچیں کیا سید صاحب ایک سیکولر اسٹیٹ قائم کرنا نہیں چاہتے تھے؟ ہم نے اس ضمن میں پچھلے صفحات پر کافی کہہ

آئے ہیں۔ دوبارہ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر نئے نام نہاد مورخ اکابر پرستی میں یوں قلابازی کھاتے ہوئے کس ڈھٹائی سے کہتے ہیں سنئے اور سر پیٹیئے۔

مولوی ابوالحسن ندوی لکھتا ہے۔

"اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ گویا انگریزوں کے اخراج کے بعد سید صاحب اقتدارِ اعلیٰ اور ہندوستان کی حکومت والیانِ ریاست اور غیر مسلم اشخاص کے حوالے کرکے خود گوشہ نشین اور ذکر و عبادت میں مشغول ہو جائیں گے اور ہندوستان میں ایک ایسی غیر مسلم ریاست یا مشترک ہندو مسلم ریاست کے قیام پر رضا مند ہو جائیں گے جس میں اسلام و قوانینِ اسلام کو کوئی بنیادی و مرکزی حیثیت حاصل نہ ہو گی اور اقتدارِ اعلیٰ اسلامی طاقت کے ہاتھ میں نہ ہو گا یہ سید صاحب کی زندگی، ان کے اصلی جذبات اور ان کی روح تحریک سے ناواقفیت کی دلیل ہے"۔

(سیرت سید احمد شہید، جلد اول، صفحہ نمبر 420)

قارئین کرام! آپ نے ان لوگوں کی تضاد بیانی ملاحظہ فرمائی کہ بھانت بھانت کی بولیاں بول کر ہر کوئی اپنے مؤقف کو صحیح ثابت کرنے پر تلا ہوا۔

جہاد میں سکھوں کے خلاف انگریزوں کی امداد

مولوی حسین احمد ٹانڈوی ثم مدنی صدر المدرسین دار العلوم دیوبند کی سنئے لکھتے ہیں۔

"ورنہ اصل یہ ہے کہ سید صاحب کا مقصد ہندوستان کے ہندو اور مسلمانوں کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے تسلط و اقتدار سے نجات دلانا تھا۔

انگریز خود اسے محسوس کرتے تھے اور اس تحریک سے بڑے خوفزدہ تھے اس بنا پر جب سید صاحب کا ارادہ سکھوں سے جنگ کرنے کا ہؤا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس لیا اور جنگی ضرورتوں کے مہیا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی"۔

(نقشِ حیات کامل، جلد دوم، ص419)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمایئے کہ ایک طرف تو ٹانڈوی کہتا ہے کہ ہندواور مسلمانوں کو انگریزوں کے تسلط واقتدار سے نجات دلانا تھا جس کو انگریز بھی محسوس کرتے تھے اور اس تحریک سے خوفزدہ تھے۔تو پھر کیا وجہ ہے انگریز کی عملداری میں آزادانہ پھرنے کے باوجود انگریزوں نے سید صاحب کے خلاف کریک ڈاؤن نہیں کیا۔کیا ان کے نام نہاد مجاہدین کی اتنی تھی جس کو دیکھ کر انگریز گھبراتے تھے اور ان پر ہاتھ نہیں ڈالتے تھے جبکہ ان کی نہ کوئی مستقل حکومت تھی نہ ہی جائے ٹھکانہ۔ایسے لاچار مجاہدین سے انگریز کس طرح خوف کھا سکتا ہے۔اگر انگریز خوف کھاتا تھا تو یار محمد خان سے کھاتا تھا، رنجیت سنگھ سے کھاتا تھا کہ ان کی مستقل افواج تھی اور اپنے اپنے جگہ کے حکمران تھے۔

پھر ٹانڈوی صاحب خود ہی کہتے ہیں کہ جب سید صاحب کا ارادہ سکھوں سے جنگ کرنے کا ہؤا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس لیا اور جنگی ضرورتوں کے مہیا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی۔قارئین کرام! ان کا عبرت ناک انجام خود انہیں کے ہاتھوں ملاحظہ فرمایئے کہ خود کہہ رہے ہیں کہ سکھوں کے خلاف سید احمد بریلوی کی انگریزوں نے مدد کی اور جنگی سازوسامان مہیا کیا۔کیا اس عبارت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ لوگ انگریزوں کے وفادار تھے انگریزوں سے انہیں کوئی پُرخاش نہیں تھی؟اور کیا انگریز ایسے ہی احمق

تھے کہ سید احمد بریلوی کو دشمن بھی سمجھتے ہوں اور مدد بھی فراہم کریں عجب حیرت کا مقام ہے بلکہ حقیقت یہی ہے کہ ان عبارات سے سید احمد بریلوی اینڈ کمپنی کا اندورن خانہ انگریزوں سے گٹھ جوڑ کا پتہ چلتا ہے۔

سوانح احمدی کے مصنف مولوی جعفر تھانیسری لکھتے ہیں۔

”اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریز اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھوں کا زور کم ہو“۔

(سوانح احمدی، ص129بحوالہ ننگ دین ننگ وطن، ص70)

مولوی محمد منظور نعمانی دیوبندی لکھتا ہے۔

”مشہور یہ ہے کہ آپ (سید صاحب اینڈ کمپنی) نے انگریزوں سے مخالفت کا کوئی اعلان نہیں کیا بلکہ کلکتہ یا پٹنہ میں اُن کے ساتھ تعاون کا اظہار کیا اور یہ بھی مشہور ہے کہ انگریزوں نے بعض بعض موقعوں پر آپ کی امداد بھی کی“۔

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ، شہید نمبر، 1355ھ، ص76 برطانوی مظالم کی کہانی، ص696)

قارئین کرام! مذکورہ بالا عبارات کو بار بار پڑھیں یہ عبارات چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں کہ سید صاحب کا انگریزی جہاد جو مشہور کر رکھا ہے جھوٹ کے پلندے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

سید صاحب کا انگریزوں سے جہاد کا ارادہ نہیں تھا

سید احمد بریلوی کے سوانح نگار مولوی محمد جعفر تھانیسری لکھتا ہے۔

"سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہر گز ارادہ نہیں تھا۔وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریز اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھوں کا زور کم ہو"۔

(سوانح احمدی، ص139 بحوالہ حقائقِ تحریکِ بالاکوٹ، ص72)

قارئین کرام! تھانیسری صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سید احمد انگریز کی عملداری کو اپنی عملداری سمجھتے تھے۔اور یہ اُسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے جب آپس میں گٹھ جوڑ ہو ایک دوسری کی عزت آنکھوں میں موجود ہو۔اور یہ بات بھی ان کی بجا ہے کہ اگر انگریزی حکومت سید احمد بریلوی کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی۔بجا طور پر صحیح ہے۔

نام نہاد مجاہدین انگریزوں کے دشمن نہ تھے

سر سید احمد خاں لکھتے ہیں۔

"اگر سید احمد شہید کی جماعت انگریز دشمن ہوتی تو یہ موقع اس جماعت کے لئے انگریزوں کے خلاف کھڑے ہونے کا بہترین تھا"۔

(مقالات سر سید حصہ شانزدہم برحاشیہ بحوالہ ننگ دین ننگ وطن، ص143)

سر سید احمد خان کی اس عبارات سے بھی یہی بات ثابت ہو رہی ہے کہ سید صاحب کا اصل مقصد انگریزوں سے جہاد کا ہر گز نہیں تھا۔

اسماعیل دہلوی کے سوانح مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"مولوی اسمٰعیل صاحب نے یہ اعلان دے دیا تھا، سرکار انگریزی پر نہ جہاد مذہبی طور پر واجب ہے۔ نہ ہمیں اس سے کچھ مخاصمت ہے۔ ہم صرف سکھوں سے اپنے بھائیوں کا انتقام لیتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ حکام انگلشیہ کو بالکل خبر نہ ہوئی، اور نہ اُن کی تیاری میں مانع آئے"۔

(حیات طیبہ، ص231-232)

مرزا حیرت دہلوی مزید لکھتے ہیں۔

"کلکتہ میں جب مولانا اسمٰعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے، اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے آپ نے جواب دیا ان پر جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے ایک تو ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں"۔

(حیات طیبہ، ص423-424)

اور مولوی جعفر تھانیسری لکھتے ہیں۔

"یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں جب ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ اس کے

جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں"۔

(سوانح احمد، ص171 بحوالہ حقائقِ تحریکِ بالاکوٹ، ص70)

قارئین کرام! مذکورہ بالا عبارات کو بار بار پڑھیں اور اس حقیقت پر پہنچنے کی کوشش کریں کہ سید احمد بریلوی کا جہاد انگریزوں سے ہرگز نہیں تھا بلکہ اسماعیل دہلوی نے فتویٰ جاری کر دیا کہ حکومت انگشیہ سے جہاد کرنا درست نہیں ہے اور نہ ہی ان سے جہاد واجب ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ان کی عملداری میں بڑے سکھ چین سے ہیں۔ اب اس حقیقت کے ہوتے ہوئے تاریخ کا منہ چڑانا تاریخ کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

انگریزوں کو سید صاحب کے جہاد سے کوئی خوف نہیں تھا

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں۔

"عظیم آباد پٹنے میں بعض شیعہ صاحبان نے انگریز حاکم سے جا کر کہا کہ یہ سید صاحب جو یہاں اتنے آدمیوں کے ساتھ آئے ہیں، ہم نے سنا ہے کہ ان کی نیت جہاد کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم انگریزوں سے جہاد کریں گے، حاکم نے اس کو تعصب اور حسد پر محمول کیا اور ان کہ تنبیہ کی کہ آئندہ ایسی مفسدانہ بات نہ کہی جائے"۔

(دعوت وعزیمت جلد اول، ص310-309)

غلام رسول مہر لکھتے ہیں۔

"بعض شیعہ حضرات نے انگریز حاکم کے پاس شکایت کی کہ سید صاحب انگریزوں کے خلاف جہاد کا ارادہ کیے بیٹھے ہیں اور ہم لوگ ازروئے خیر خواہی یہ حقیقت آپ تک پہنچاتے ہیں لیکن حاکم نے اس شکایت کو فرقہ وار رقابت کا نتیجہ سمجھ کر نظر انداز کر دیا"۔

(سید احمد شہید، ص202)

محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں۔

"مفسدہ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے، وہ سخت گنہگار اور بحکمِ قرآن و حدیث وہ مفسد و باغی، بدکردار تھے، اکثر ان میں عوام کالانعام تھے۔ بعض جو خواص و علماء کہلاتے تھے، وہ بھی اصل علومِ دین (قرآن و حدیث) بے بہرہ تھے یا نافہم و بے سمجھ، باخبر و سمجھ دار علماء (اہل حدیث) اس میں ہرگز شریک نہیں ہوئے اور نہ اس فتویٰ پر جو اس غدر کو جہاد بنانے کے لیے مفسدہ لیے پھرتے تھے، انہوں نے خوشی سے دستخط کیے۔
یہ وجہ تھی کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی جو حدیث و قرآن سے باخبر اور اس کے پابند تھے، اپنے ملک ہندوستان میں انگریزوں سے (جن کے امن و عہد میں رہتے تھے) نہیں لڑے اور نہ اس ملک کی ریاستوں سے لڑے ہیں۔ اس ملک سے باہر ہوکر قوم سکھوں سے (جو مسلمانوں کے مذہب میں دست اندازی کرتے تھے، کسی کو اُونچی اذان نہیں کہنے دیتے تھے) لڑے"۔

(الاقتصاد، ص49-50 بحوالہ البریلویۃ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ، ص376-377)

اہل حدیث مولانا فضل حسین بہاری لکھتے ہیں۔

"آپ (شاہ اسمٰعیل) اپنے شیخ طریقت سید احمد صاحب کو امام تسلیم کرکے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ جہاد کے لئے پنجاب پہنچے گورنمنٹ انگلشیہ نے بھی آپ کے اس ارادے میں کسی طرح کی مزاحمت یا پیچیدگی پیدا نہیں کی"۔

(الحیات بعد الممات، ص203 بحوالہ حقائقِ تحریکِ بالاکوٹ، ص67-68)

نام نہاد مجاہدین کی جماعت انگریزی حکومت کی رہن منت

محمد سرور صاحب لکھتے ہیں۔

"وہاں "سرحد میں" پہنچ کر مجھے (عبید اللہ سندھی کو) معلوم ہوا کہ وہ جماعت جو "مجاہدین" کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ کس بری حالت میں۔اور اس کی گزربسر اور اس کی زندگی کس طرح صاحبزادہ عبدالقیوم کی وساطت سے انگریزی حکومت کی رہن منت ہے"۔

(ملفوظات عبید اللہ سندھی، ص392 بحوالہ منزل کی تلاش، ص46)

مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"جب مہیب تحریک پھیلی تو ضلع کے حکام اس سے چوکنے ہوئے اور انہیں خوف معلوم ہوا کہ کہیں ہماری سلطنت میں تو رخنہ نہ پڑے گا اور موجودہ اس میں تو کسی قسم کا خلل آکے واقع نہ ہوگا اس نظر سے ضلع کے حکام نے حکام اعلیٰ کو لکھا وہاں سے صاف جواب آگیا، ان سے ہرگز مزاحمت نہ کرو ان مسلمانوں کو ہم سے کوئی لڑائی نہیں ہے یہ سکھوں

سے انتقام لینا چاہتے ہیں اور حقیقت میں بات بھی یہی تھی۔ بھلا مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلش سے کیوں سروکار ہونے لگا تھا جہاں وہ اپنے دین کے ارکان بخوبی ادا کر سکتے تھے اور کرتے تھے انہیں تو لبریشن (یعنے مذہبی آزادی) بخوبی حاصل تھی وہ صرف دشمنِ دین و ایمان سکھوں سے مقابلہ کرنا چاہتے تھے، اور ان کا ارادہ صرف سکھوں ہی سے اپنے مظلوم بھائیوں کا انتقام لینا تھا جن کے قابل رحم مظام کا بیان ہم مولانا شہید کی سوانح عمری میں بیان کر چکے ہیں"۔

(حیات طیبہ، ص430)

نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں۔

"اِن (سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی) کو فضل رسول بدایونی نے وہابی اور سرکار کا دشمن بتلایا، حالانکہ وہ کلکتہ تک گئے تھے اور ہزاروں مسلمان فوج انگریزی کے ان کے مرید ہوئے تھے، مگر انہوں نے کبھی یہ ارادہ (جہاد) ساتھ سرکار انگریزی کے ظاہر نہیں کیا اور نہ سرکار نے ان سے کچھ تعرض فرمایا، حالانکہ خاص کلکتہ سے سات سو آدمی اپنے ہمراہ لے کر حج کو گئے اور مدت دراز تک ہزاروں مریدوں کو ہمراہ لے کر ہندوستان کے شہروں میں وعظ و نصیحت کرتے پھرے"۔

(ترجمان وہابیہ، ص45 بحوالہ البریلویۃ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ، ص339)

سرسید احمد خان لکھتے ہیں۔

"جب صاحب کمشنر اور صاحب مجسٹریٹ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے گورنمنٹ کو اطلاع دی۔ گورنمنٹ نے ان کو صاف لکھا کہ تم اس معاملہ میں ہر گز دست اندازی نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ ان کا ارادہ گورنمنٹ انگریز کے مقاصد کے خلاف نہیں ہے"۔

(مقالات سرسید، ج9ص142بحوالہ البریلویۃ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ، ص343)

نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔

"اسی طرح زمانۂ غدر میں جو لوگ سرکارِ انگریزی سے لڑے اور عہد شکنی کی، وہ جہاد نہ تھا، فساد تھا"۔

(ترجمان وہابیہ، ص54بحوالہ البریلویۃ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ، ص407)

سبط الحسن ضیغم لکھتے ہیں۔

"تحریک مجاہدین کا قیام پنجاب کی سکھ حکومت کے خاتمے کے لیے عمل میں لایا گیا اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے ارباب بست و کشاد بجا طور پر یہ سمجھتے تھے کہ اس تحریک سے ان کے دو مقاصد پورے ہو رہے ہیں۔ ایک یہ کہ وادئ گنگ و جمن کی مسلم اشرافیہ کے ذہین نوجوان ترکِ وطن کرکے ان کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں اور دوسرے یہ کہ پنجابی (سکھ) حکومت کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں، جس سے دونوں قوتیں کمزور ہو رہی ہیں"۔۔۔۔

مزید لکھتے ہیں۔

"اسی بناء پر کمپنی کے زیر تسلط علاقوں میں سید احمد اور شاہ اسمٰعیل کو کئی سہولتیں فراہم کی گئیں۔ انہیں نہ صرف ہر جگہ عوام سے خطاب کرنے کے مواقع فراہم کیے گئے۔ بلکہ ان کی تحریک کے لیے چندے کی فراہمی میں بھی انگریزوں نے تعاون کیا۔ یہاں تک کہ ان مقامی ساہوکاروں پر انگلیسی عدالتوں میں مقدمہ چلانے کی اجازت بھی دے دی جو اس روپے کو مجاہدین تک پہنچانے میں کوتاہی برتتے تھے جو انہیں اس مقصد کے لیے دیا جاتا۔ علاوہ ازیں تیل کے کارخانوں اور دوسرے کاروباری اداروں کے مقامی مزدوروں کے جہاد میں حصہ لینے کے لیے مختلف مراعات عطا کی گئیں"۔

(ماہنامہ المعارف، لاہور، فروری 1983ء ص 61 بحوالہ البریلویۃ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ، ص 341)

قارئین کرام! مذکورہ بالا عبارت کی خط کشیدہ الفاظوں کو ملاحظہ فرما کر خود فیصلہ کریں اور ان کی اصلیت پر غور و فکر کریں۔

غلام رسول مہر کی سنئے لکھتا ہے۔

"اب یہ سوال سامنے آتا ہے کہ سید صاحب کس کے خلاف جہاد کی دعوت دے رہے تھے؟ آیا وہ صرف سکھوں سے لڑنا چاہتے تھے، جیسا کہ سوا سو سال سے سمجھا اور سمجھایا جارہا ہے اور وہ بھی محض اس بناء پر کہ پنجاب کی سکھ حکومت مسلمانوں پر بے پناہ ظلم کر رہی تھی؟ سید صاحب کا جو دعویٰ ان مکتوبات و اعلانات کے ذریعے سے ہم تک پہنچا ہے، تو وہ یہ ہے۔

جب اسلامی بلاد پر غیر مسلم مسلط ہو جائیں تو عام مسلمانوں پر عموماً اور بڑے بڑے حکمرانوں پر خصوصاً واجب ہو جاتا ہے کہ ان غیر مسلموں کے خلاف مقابلہ و مقاتلہ کی کوششیں اس وقت تک جاری رکھیں جب تک اسلامی بلاد ان کے قبضے سے واپس نہ لے لئے جائیں، ورنہ مسلمان گنہ گار ہوں گے، ان کے اعمال بارگاہِ باری تعالیٰ میں مقبول نہ ہوں گے اور وہ خود قربِ حق کی برکتوں سے محروم رہیں گے"۔

(سید احمد شہید، ص239)

قارئین کرام! پچھلے صفحات کی عبارات سے موازنہ کرکے مہر صاحب کی تاریخ سے کھلواڑ ملاحظہ فرمایئے اور ان کی اکابر پرستی کی داد دیجئے۔ دین و ایمان جاتا ہے تو جائے لیکن اکابر پرستی نہ جائے۔ایسی منافقانہ روش سے اللہ تعالیٰ ہر ایک محفوظ رکھے۔ چند واقعات بلاتبصرہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جن کو پڑھ کر قارئین خود ان لوگوں کی انگریز و ہندو دوستی کے کرشمے ملاحظہ کرسکتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

دوغلا پن

اہل حدیث مولوی عبد الرحیم صادق پوری لکھتے ہیں۔

"سید احمد صاحب کی برابر روش یہ رہی ہے کہ ایک طرف لوگوں کو سکھوں کے مقابل آمادہ جہاد کرتے اور دوسری جانب حکومتِ برطانیہ کی امن پسندی جتا کر لوگوں کو اس کے مقابلے سے روکتے تھے"۔

(الدر المنثور، ص252 بحوالہ حقائقِ تحریکِ بالاکوٹ، ص69)

شکایت پر انگریزی حکومت کی بے توجہی

غلام رسول مہر کی سنئیے دور کی کوڑی لانے کے ماہر ہیں۔

"بعض حاسدوں نے انگریزوں کے پاس شکایت کی کہ سید احمد پہلے نواب امیر خاں کے لشکر میں نشان بردار تھا۔ نواب کمپنی سے مل گیا تو سید احمد نے پیری مریدی کا ڈول ڈالا اور اب انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا چاہتا ہے۔ یہ محض بے علم ہے۔ اس شکایت پر کسی نے توجہ نہ کی"۔

(سید احمد شہید، ص211)

سید احمد بریلوی کا سفیر انگریز کی خدمت میں

شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں۔

"ان حالات کو دیکھ کر راجا رنجیت سنگھ نے حکیم عزیز الدین اور سردار وزیر سنگھ کو سفیر مقرر کیا اور پیام صلح دے کر سید صاحب کی طرف بھیجا ۔ صلح کی شرط راجا رنجیت سنگھ نے یہ پیش کی کہ دریائے اباسین سے بائیں طرف کا ملک جو سید صاحب کے قبضے میں ہے، اُن کے قبضے میں رہے اور وہ دائیں طرف کا قصد نہ کریں۔ راجا رنجیت سنگھ کی اس سفارت کا جواب سید صاحب نے مولوی خیر شیر کوٹی اور حاجی بہادر خاں کے ہاتھ بھیجا۔ وہ سب سے پہلے جنرل ونٹورا کی ملاقات کو گئے۔ جنرل ونٹورا نے ڈپلومیسی کا جال پھیلایا اور کہا کہ "جس وقت میرا ڈیرا

حضرو میں تھا، اُس وقت ایک شخص بطورِ سفیر خلیفہ صاحب (یعنی مولنا سید احمد بریلوی) کی طرف سے میرے پاس آیا اور کہتا تھا کہ اگر راجا رنجیت سنگھ خلیفہ صاحب کی معرفت مالگذاری ملکِ یوسف زئی کر لیا کریں تو سرکارِ خالصہ تکلیفِ فوج کشی اور زیر باری سے رہائی پائے۔ اور اس ملک کے آدمی تاراجی اور آتش زنی سے مخلصی پائیں۔ سو یہ بات مجھ کو بہت پسند آئی۔

(موجِ کوثر، ص28-27)

انگریزسے ملاقاتیں

سید احمد کے سوانح نگار مولوی جعفر تھانیسری لکھتا ہے۔

"جب عشاء کی نماز ہو چکی اس وقت دیدبانوں نے عرض کی کہ کچھ مشعلیں ہماری طرف آرہی ہیں اسی گفتگو کے دوران کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار مختلف قسم کے کھانے لے کر کشتی کے قریب کھڑا ہے اور پوچھتا ہے کہ:۔

پادری صاحب کہاں ہے؟

سید صاحب نے کشتی سے جواب دیا:۔

"میں یہاں موجود ہوں"!

انگریز فوراً گھوڑے سے اترا اور (تعظیماً) اپنی ٹوپی سر سے اتار کر کشتی میں سید صاحب کے پاس حاضر ہوا۔ مزاج پرسی کے بعد عرض کیا کہ

میں نے اپنے نوکروں کو قافلے کی اطلاع کے لئے متعین کر رکھا تھا آج خبر ملی کہ آپ مع قافلے کے اس طرف آرہے ہیں یہ خوش خبری سنکر میں نے ماحضر تیار کیا اور خدمت میں حاضر ہو گیا"۔

(سوانح احمدی، ص49 بحوالہ ننگ دین ننگ وطن، ص80-79)

مولوی ابوالحسن ندوی لکھتا ہے۔

"ناگہاں دور سے کچھ مشعلیں نظر آئیں لوگوں نے قیاس آرائیاں شروع کیں، کسی نے کہا "شاید اس نواح کے لوگ بیعت کے ارادے سے آتے ہیں" دوسرے نے کہا "یہ عورتیں معلوم ہوتی ہیں، برسات میں ان کا دستور ہے کہ حضرت خضرؑ کی نیاز دریا پر لا کر کرتی ہیں" کسی نے کہا "کسی کی شادی ہو گی، بارات جارہی ہو گی، ابھی یہ روشنی بند ہوئی جاتی ہے" کچھ دیر کے بعد دیدبانوں نے عرض کیا کہ "مشعلیں قریب آگئیں" اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوال چند پالکیوں پر کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ

"پادری (سید احمد بریلوی) صاحب کہاں ہیں؟"

حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا کہ

"میں یہاں ہوں"

انگریز گھوڑے سے اترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ

"تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کر دیے تھے کہ آپ کی آمد کی اطلاع کریں، آج انھوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت قافلے کے ساتھ آج تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں، یہ اطلاع پاکر غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا، تیار کرانے کے بعد لایا ہوں"۔

سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے، کھانا لے کر قافلے میں تقسیم کر دیا گیا اور انگریز دو تین گھنٹے ٹھیر کر چلا گیا۔

(سیرت سید احمد شہید، جلد1، ص277)

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"معلوم ہوتا ہے کہ کان پور کے انگریز کی مسلمان بی بی نے اپنے داماد مرزا عبد القدوس کو رائے بریلی بھیج کر سید صاحب کو بلوایا تھا اس کے بعد آپ (سید صاحب) گنگا عبور کر کے انگریز کی مسلمان بی بی کے مکان پر اُترے۔

(سید احمد شہید، ص160-159)

مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"مولانا (اسماعیل دہلوی) شہید کی تقریر اور تحریر میں فطرتی بہت اثر تھا، اور ساتھ ہی اس کے درخواست دینے پر آپ کو یقین بھی تھا کہ ضرور مجھے سرکار کمپنی کی طرف سے وعظ کہنے کا حکم ہو جائے گا مگر جب تین چار روز گزر گئے تو آپ کو بڑا تردد ہوا کہ ہاں نا کا کچھ جواب نہیں

آیا۔ خیال بھی درست تھا اگر انکار ہوتا اور پہلا حکم بحال رکھا جاتا تو معلوم ہو جاتا، اور جو پہلا حکم منسوخ کر دیا جاتا تو یہ لازم تھا کہ فوراً ہی اطلاع دی جاتی۔ اس تردد کو مٹانے کے لئے آخر شاہ صاحب نے یہ ارادہ کیا کہ خود رزیڈنٹ سے ملیں اور اس سے گفتگو کریں تاکہ یہ تردد دور ہو۔

آپ نے خارجی طور پر دریافت کر کے کہ فلاں وقت ملنے ملانے اور فرصت کا ہوتا ہے سیدھے کوٹھی پر پہنچے، ساتھ میں صرف مولوی عبدالصمد بنگالی اور مولوی عبدالرحیم محدث تھے اور ایک آپ کا منشی ہیرا لال تھا اور ایک خدمت گار تھا، پہلے آپ نے جا کے اطلاع کرائی، جوں ہی رزیڈنٹ نے سُنا کہ شاہ اسمٰعیل آئے ہیں فوراً باہر نکل آیا، اور باہر برانڈے سے آ کے لے گیا، حد سے زیادہ عزت کی اور بار بار یہ کہا آپ نے بڑا ہی سرفراز کیا۔

معمولی مزاج پُرسی کے بعد رزیڈنت نے خود یہ الفاظ کہے، مولوی صاحب ہمارے سر شتہ دار کی غلطی سے آپ کے وعظ بند کرنے کا میں نے حکم جاری کر دیا تھا، لیکن جب آپ نے واجبی اور معقول وجہیں لکھیں تو میں نے اُسی وقت حکم ثانی لکھوا دیا تھا کہ وعظ قدیمی طور پر جاری کیا جائے اور کوئی مزاحم نہ ہو۔

(حیات طیبہ، ص104-105)

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"اس مقام پر کلکتہ سے ایک تیز رفتار کشتی میں، جسے پنیس کہتے تھے، ایک صاحب آئے اور سیدھے سید صاحب سے ملے۔ نام پوچھا تو بتایا: امین الدین۔ یہ منشی امین الدین احمد تھے، جو بنگال کے اونچے گھرانے کے فرد تھے اور کلکتہ کے ممتاز امیروں میں گنے جاتے تھے۔ انگریزی کمپنی میں انھیں وکالت کا عہدہ حاصل تھا اور کمپنی کے پورے ہندوستانی علاقوں میں سے جتنے مقدمات کلکتہ کی مرکزی حکومت کے پاس پیش ہوتے تھے، سب منشی صاحب ہی کی وساطت سے پیش ہوتے تھے۔ ان کی ماہانہ تنخواہ مقرر نہ تھی لیکن حق وکالت کی رقم اتنی بن جاتی تھی کہ صاحب "مخزن احمد" کے بیان کے مطابق ہر مہینے کے اختتام پر تیس چالیس ہزار روپے کی تھیلیاں ہاتھی پر لد کر ان کے گھر پہنچتی تھیں"۔

(سید احمد شہید، ص205)

انگریز کی دعوتیں

مولانا ابو الحسن ندوی لکھتا ہے۔

"حضرت کے پاس ایک انگریز کی ہندوستانی بی بی آئی اور کہا کہ " آج میرے یہاں آپ کی دعوت ہے" آپ نے کہا" ہماری کشتیاں آگے جاتی ہیں" اس نے کہا کہ " دعوت قبول کرنا تو سنت ہے" آپ نے فرمایا" تمہاری دعوت قبول کرنا سنت نہیں" اس نے کہا کہ " میری دعوت تو بڑے بڑے درویش اور مشائخ پیرزادے قبول کرتے ہیں،

اور اپنی عزت و بزرگی سمجھ کر کھاتے ہیں، اور اس بات کی تمنا رکھتے ہیں، اور جو کچھ نقد روپے دیتی ہوں، وہ لیتے ہیں، آپ نے کہا " تمہارے یہاں کا کھانا اور نقد سب حرام اور ناروا ہے، اس نے کہا کہ " پھر وہ لوگ کیوں کھاتے اور لیتے ہیں؟" آپ نے فرمایا" یہ مسئلہ ان کو معلوم نہ ہو گا" وہ عورت اپنے گھر چلی گئی اور انگریز سے یہ حال کہا، وہ اس مسئلے سے واقف تھا کہا" وہ پادری صاحب سچ کہتے ہیں" پھر وہ فرنگی (انگریز) آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ " ہماری بی بی صاحب آپ کی دعوت کرنے آئی تھی، آپ نے قبول نہ فرمائی، جو کچھ آپ نے اس امر میں اس سے کہا ہم نے اس کی زبانی سنا، آپ نے بجا فرمایا، لیکن اگر ہم دعوت کریں، وہ تو آپ قبول کریں گے؟" آپ نے فرمایا "کیوں نہ قبول کریں گے؟ مگر ہماری کئی کشتیاں جا چکیں اور ہم بھی تیار ہیں، دعوت نہ کھانے کا یہ عذر ہے" اس نے کہا" ابھی آندھی چلتی ہے، دیکھا چاہئے، کب تک موقوف ہو، میں آپ کی ضیافت ضرور کروں گا"۔ آپ نے اس کا کہنا قبول فرمایا، اس دن اس کی دعوت کھائی ، صبح کو بستی والوں میں سے کسی نے دعوت کی، دعوت کے بعد دوپہر کے قریب آپ سوار ہوئے، کشتیاں کھلیں"۔

(سیرت سید احمد شہید، جلد1، ص 281-280)

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"جہان آباد سے آگے ایک مقام اوجھنی میں ہوا۔ وہاں کے زمیندار شیخ لعل محمد نے دعوت کی اور سیکڑوں آدمی مرید ہوئے۔ آگے بڑھے تو راستے میں ایک انگریز کی مسلمان بیوی نے دعوت کی غرض سے روکا۔ سید صاحب نے اس کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر انگریز خود آیا اور عرض کی کہ اس کی دعوت نہ مانیے لیکن میری دعوت قبول کر لینے میں تو تکلف نہ ہونا چاہیے۔ آپ (سید صاحب) نے انگریز کی دعوت قبول کرلی"۔

(سید احمد شہید، ص190)

پلاؤ کی دیگیں بھیجوانا

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"صبح کو ڈگڈگی سے روانہ ہوئے۔ شام ہوگئی تو ملاحوں نے ایسی جگہ کشتیاں باندھیں، جہاں آس پاس کوئی بستی نظر نہیں آتی تھی۔ دریا کے کنارے کی زمین دور دور تک اس درجہ خراب تھی کہ کھانا پکانے کی کوئی صورت نہ تھی۔ اس اثنا میں کالی گھٹا اُٹھی، تیز ہوا چلنے لگی اور قطرہ افشانی شروع ہوگئی۔ سب نے سمجھ لیا کہ رات کھائے بغیر گزارنی ہوگی۔ اچانک دور مشعلیں نظر آئیں۔ سمجھا گیا کہ کچھ لوگ کشتیوں کی طرف آرہے ہیں۔ پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ نیل کے انگریز تاجر نے اپنے مسلمان کارکنوں کے پاس خاطر سے پلاؤ کی دیگیں پکوا کر بھیجی ہیں اور خود گھوڑے پر ساتھ آیا ہے"۔

(سید احمد شہید، ص189)

انگریزی حکومت میں بلا خوف و خطر پھرنا

مولوی ابو الحسن ندوی لکھتا ہے۔

"تیسرے روز سویرے ، سورج نکلے، آپ دو سو آدمیوں کے ہمراہ تشریف لے گئے اور ان کے محلے کی مسجد میں اترے، آپ کے وہاں آنے کا حال سن کر ہزاروں آدمی کیا ہندو، کیا مسلمان سب آکر جمع ہوگئے کہ دیکھیں تو سید صاحب کیونکر ان کو ملاتے ہیں، لوگوں کے ازدحام کی خبر پاکر وہاں کا ایک انگریزی تھانیدار اور ناظر بھی چند برقندازوں کو لے کر حاضر ہوا کہ کہیں کسی سے لڑائی بکھیڑا نہ ہونے پائے"۔

(سیرت سید احمد شہید، جلد 1، ص302)

مولوی ابو الحسن ندوی مزید لکھتا ہے۔

"کلکتے میں شراب کی دوکانوں کا یہ حال تھا کہ یک لخت شراب بکنی موقوف ہوگئی، دوکانداروں نے جاکر سرکارِ انگریزی میں اس کا شکوہ کیا کہ ہم لوگ سرکاری محصول بلا عُذر ادا کرتے ہیں، اور دکانیں ہماری بند ہیں جب سے ایک بزرگ اپنے قافلے کے ساتھ اس شہر میں آئے ہیں، شہر اور دیہات کے تمام مسلمان ان کے مرید ہوئے اور ہر روز ہوتے جاتے ہیں، انھوں نے تمام نشہ آور چیزوں سے توبہ کی ہے، اب کوئی ہماری دکانوں کو ہو کر بھی نہیں نکلتا"۔

(سیرت سید احمد شہید، جلد 1، ص327)

مولوی ابوالحسن ندوی اور مزید لکھتا ہے۔

"جب بڑے مدرسے کے قریب پہنچے تو دیکھاہ لارڈ مائرا کے گرجے تک عورت و مرد، ہندو مسلمان، یہودی و نصاریٰ اس کثرت سے آپ کے دیدار کے لئے جمع تھے کہ آدمی کا ادھر سے ادھر گزرنا بہت دشوار تھا"۔

(سیرت سید احمد شہید، جلد1، ص351)

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"غازی آباد میں قریباً دو سو آدمیوں نے استقبال کیا۔ پہلے دن صرف چار آدمیوں نے بیعت کی پھر طلبگارانِ فیض کا اتنا ہجوم ہوا کہ سید صاحب کو پانچ روز تک ذرا سی دیر آرام کی مہلت بھی نہ مل سکی۔ ہری رام کشمیری وہاں تحصیلدار تھا۔ وہ بھی عوام کے جوش عقیدت سے اس درجہ متاثر تھا کہ نیاز مندانہ حاضر ہوا، اور شیرینی کے علاوہ کچھ رقم بھی بطور نذر پیش کی"۔

(سید احمد شہید، ص126)

مولوی ابوالحسن ندوی لکھتا ہے۔

"قلعۂ الہ آباد میں جو مسلمان سپاہی مختلف خدمات پر متعین تھے، اور تین سو کی تعداد میں تھے، انھوں نے انگریز قلعے دار کی اجازت سے حضرت کو قلعے میں تشریف لانے کی زحمت دی، شہ نشین پر جو سلاطین سابق کی تخت گاہ تھی آپ کو بٹھایا اور بڑے خلوص و اعتقاد کے ساتھ

بیعت کی اور قدیمی مریدین کی توجہات باطنی سے بڑے بڑے فیوض اور برکات حاصل کئے، چالیس روپے نقد ایک پستول، ایک انگریزی گرج اور ایک فرڈناٹ پیش کیا، دوسرے روز پورے قافلے کی پُر تکلف ضیافت کی"۔

(سیرت سید احمد شہید، جلد1، ص287)

مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"ایسے ظالمانہ اور حد سے زیادہ جابرانہ سلطنت سکھ میں تو کبھی پنجاب کے مسلمانوں کو یہ خیال نہ ہوا کہ ہم اپنے کو اس بلائے بیدرماں سے نجات دیں، اور ایسے اظلم حکمرانوں کو تہ تیغ کریں، بہادری نے بھی جوش مارا تو ایک بیچارے شہید کی جان پر جو تنہا تلوار حمائل کئے ہوئے جنگل قبرستان میں پھرا کرتا تھا یہ کچھ ضرور نہ تھا کہ ہر وقت تلوار ہی پاس ہو، نہیں بعض وقت لکڑی بھی نہ ہوتی تھی اور آپ صرف اللہ کے بھروسہ پر قانع ہو کے آزاد ادھر اُدھر پڑے پھرتے تھے"۔

(حیات طیبہ، ص113)

مرزا حیرت دہلوی مزید لکھتا ہے۔

آپ انگریزی علمداری میں ہوتے ہوئے شیعوں کے دارالخلافہ میں پہنچے۔

(حیات طیبہ، ص212)

مرزا حیرت دہلوی اور مزید لکھتا ہے۔

"لفظ اسمٰعیل پنجاب میں بچہ بچہ کو معلوم تھا اور اس کا ایسا خوف چھایا ہوا تھا کہ درّانیوں اور سکھوں کی عورتیں اپنے بچوں کو اسمٰعیل کے نام سے ڈراتی تھیں"۔

(حیات طیبہ، صفحہ نمبر 274)

انگریزی فوج کے گوشت کا ٹھیکیدار کے نذرانے

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"بیعت کرنے والوں میں محمد تقی قصاب، جو انگریزی فوجوں میں گوشت کا بڑا ٹھیکیدار تھا۔ بعض شیرینی پارچات اور نقد کے کئی کئی خوان نذر میں پیش کئے۔ سید صاحب میر ٹھ سے چلے تو اکثر اصحاب زار زار رورہے تھے"۔

(سید احمد شہید، ص126)

نواب امیر خاں کورام کرنا

شیخ محمد اکرام لکھتا ہے۔

۱۸۱۰ء کے شروع میں آپ نواب امیر خاں کے پاس جو بعد میں والی ٹونک ہوئے، سوار بھرتی ہوگئے۔ قریباً چھ سات سال فنِ سپاہگری کی تکمیل میں بسر کیے اور اچھا رسوخ پیدا کیا۔

(موجِ کوثر، صفحہ نمبر 15)

غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"غرض امیر خاں آخر دور کے آزاد ہندوستانی امیروں میں سب سے بڑھ کر طاقتور تھا۔ ایک موقع پر اس کے پاس چالیس ہزار جانباز جمع ہوگئے تھے اور ایک سو پندرہ توپیں تھیں۔ اتنی عظیم الشان قوت کو انگریز قلب ہند میں آزاد چھوڑنے کے روادار نہ ہوسکتے تھے، لیکن انھیں یہ حوصلہ بھی نہ تھا کہ امیر خان سے کھلے میدان میں ٹکرائیں۔ اس لیے کہ جانتے تھے من چلا آدمی ہے، مقابلے پر ڈٹ جائے گا تو ممکن ہے دوسری ملکی قوتیں بھی، جو بہ ظاہر دب گئی تھیں، اُبھر آئیں اور ہمیں بستر بوریاں سنبھال کر ہندوستان سے نکل جانا پڑے۔ وہ امیر خان سے ٹکرائے نہیں۔ لیکن جو عناصر اس کے لیے کمک و یاوری کا سرچشمہ بن سکتے تھے، انھیں ایک ایک کرکے آہستہ آہستہ توڑتے رہے، یہاں تک کہ اس کی فوج میں بھی انگریزی ریشہ دوانیاں خاصی پھیل گئیں"۔

(سید احمد شہید، صفحہ نمبر 91-92)

اس کے بعد غلام رسول مہر لکھتا ہے۔

"انگریزوں کا دائرہ آہستہ آہستہ باقاعدگی کے ساتھ پھیل رہا تھا۔ ہندوستانی رئیس یکے بعد دیگرے ان سے مل رہے تھے۔۔۔ خود نواب کے اپنے آدمیوں کو احساس ہونے لگا تھا کہ یہ حالات زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتے اور بعض کی نگاہیں انگریزوں کی طرف اُٹھنے لگی

تھیں۔۔۔۔۔ لیکن جونہی اس نے انگریزوں سے ربط ضبط پیدا کیا، سید صاحب الگ ہو گئے، اس لیے کہ جس غرض سے انھوں نے نواب کی رفاقت اختیار کی تھی، اُس کے پورا ہونے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی تھی۔۔۔۔ انگریزوں نے امیر خاں سے مصالحت کی بات چیت شروع کی۔۔۔۔۔ اکثر کی رائے تھی کہ انگریزوں سے مصالحت کر لی جائے۔سید صاحب نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی۔نواب کو سمجھایا کہ آپ انگریزوں سے لڑیں۔۔۔۔۔ نواب نے عذر پیش کیا۔۔۔۔۔ نواب نے مصالحت کی تیاریاں شروع کر دیں۔سید صاحب نے فرمایا کہ آپ انگریزوں سے ملتے ہیں تو میں رخصت ہوتا ہوں۔نواب نے بہت روکا لیکن سید صاحب چند آدمی ساتھ لے کر اسی وقت لشکر سے نکلے اور جے پور چلے گئے"۔

(سید احمد شہید، صفحہ نمبر 105۔106۔108۔109)

مولوی اسماعیل دہلوی کی سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"یہاں ایک بات قابل نوٹ ہے اور وہ یہ ہے کہ سید احمد صاحب تقریباً سات برس تک امیر خاں کی ملازمت میں رہے۔اس عرصہ میں آپ کو بارہا مختلف جنگوں میں جانے اور توپ و بندوق و تلوار سے کام لینے کا موقع پڑا ہو گا کہیں کسی کے ساتھ آپ نے حملہ کیا ہو گا تو کہیں سرکش گاؤں کو لوٹا کھسوٹا ہو گا۔غرض ساری ہی باتیں جن سے جنگ و غارت تعبیر ہو سکتی ہے۔ عمل میں آئی ہوں گی۔اس بنا پر ڈاکٹر ہنٹر سید

احمد صاحب پر ناحق غارت گری کا الزام قائم کرتا ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب انڈین مسلمان کے صفحہ ۱۱ میں یہ تحریر کرتا ہے۔ " اس نے (یعنے سید احمد صاحب نے) اپنی زندگی ایک سوار سے مشہور قزاق (یعنے امیر خان پنڈاری) کی ملازمت میں شروع کی ، اور مدت تک مالوہ کے بارآور افیم گاؤں کے گاؤں یا کاشت کو برباد کرتا رہا"۔ پھر اسی صفحہ میں آگے چل کے لکھتا ہے " ایسی حالت میں کہ جب سکھوں کے بدتر نظم ونسق نے پڑوسی مسلمانوں کو بولادیا تھا سید احمد صاحب نے قزاقی کا پیشہ چھوڑ کے عاقلانہ طور پر اپنے کو وقت کے مطابق بنایا اور ۱۸۱۸ء میں مذہبی علوم پڑھنے کے لئے دہلی کی مشہور و معروف ڈاکٹر (یعنے شاہ عبدالعزیز صاحب) کی خدمت میں حاضر ہوا"۔

(حیات طیبہ، ص421)

یہی مرزادہلوی لکھتا ہے۔

"امیر خان کے لشکر کی کوئی باقاعدہ تنخواہ نہ تھی کسی ریاست پر چھاپہ مارا ، اگر وہاں سے کچھ ہاتھ لگ گیا تو باہم تقسیم ہو گیا نہ ہاتھ لگا لشکر میں فاقہ کشی ہو رہی ہے۔ لیٹروں کی سی کیفیت تھی، کبھی جے پور پر حملہ کر کے یہاں زلزلہ ڈال دیا اور کبھی جودھ پور پر جا دوڑا وہاں ہلکم مچادی۔ زیادہ تر راجواڑوں سے ہی لڑتا رہتا تھا کیونکہ ان سے کچھ ہاتھ ہی لگ جاتا تھا اس نے جان کر کبھی انگریزی مفتوحہ ممالک پر حملہ نہ کیا ہاں کسی راجواڑے کی حملہ آوری سے اسے روکا گیا تو اس نے انگلش سے بھی

شمشیر بازی میں دریغ نہ کی مگر ایسا بہت کم ہوتا تھا۔ ایسی بھی خواہش کئی بار کی گئی کہ اس شیر نیستان کو گرفتار کرلیں مگر یہ ممکن نہ ہوا۔ اس مختصر کیفیت سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ امیر خان کے سپاہیوں کی زندگی جس قدر خطرناک رہتی تھی اس قدر چاق وچست اور شمشیر زنی میں بسر ہوتی تھی جو سپاہیانہ قالب کی سچی روح ہے۔

جب سید صاحب نے سواروں میں نام لکھوایا ہے تو آپ امیر خان کے آگے پیش کئے گئے وہ دیکھ کے بہت خوش ہوا، اور اس نے یہ کہا اگر اپنی جان کھپا کے محنت کی اور اپنی جوانمردی کے جوہر دکھائے تو میں آپ کو ایک ہزار فوج کا افسر بنادوں گا"۔

(حیات طیبہ، صفحہ نمبر417)

پھر کیا ہوا؟

مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"جب پے درپے یہ باتیں سید احمد صاحب سے ظہور پزیر ہوئی پھر تو امیر خان نے اپنا مشیر مقرر کرلیا، اور کوئی کام بغیر آپ کے مشورہ نہ کرتا تھا"۔

(حیات طیبہ، صفحہ نمبر418)

مولوی جعفر تھانیسری لکھتا ہے۔

"ایک روز کا ذکر ہے کہ لشکر نواب امیر خاں مرحوم انگریزوں کے لشکر سے لڑ رہا تھا۔ دونوں طرف سے توپ اور بندوقیں چل رہی تھیں۔ اُس

وقت سید صاحب اپنے خیمے میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے اپنا گھوڑا تیار کروایا اور اُس پر سوار ہو کر مثل ہوا کے دونوں لشکروں کو چیرتے ہوئے اُس مقام پر پہنچ گئے جہاں انگریزی فوج کا سپہ سالار مع اپنے مصاحبوں کے کھڑا تھا۔ پس وہاں سے اُس سپہ سالار کو ساتھ لے کر پھر دونوں لشکروں کو چیرتے ہوئے اپنے خیمے تک چلے آئے۔ یہاں آکر تھوڑی سی بات چیت کے بعد سپہ سالار مذکور نے عہد کر لیا کہ میں اِسی دم اپنے لشکر کو مقابلہ نواب امیر خاں سے واپس لے جاؤں گا اور پھر مقابلہ کو نہ آوٗں گا، بلکہ جہاں تک ممکن ہو گا اپنی سرکار کو اِس بات پر مجبور کروں گا کہ نواب امیر خاں سے صلح کر لے۔ اِس واقعہ کے بعد پھر سرکار انگریزی اور نواب امیر خاں میں جنگ نہیں بلکہ صلح کی بات چیت کے عہد میں ٹونک کا ملک نواب صاحب کو دے کر صلح کی گئی"۔

(حیات سید احمد شہید، ص71 بحوالہ برطانوی مظالم کی کہانی، ص670-669)

مولوی جعفر تھانیسری مزید لکھتا ہے۔

"ابھی صلح کی بات چیت طے نہیں ہوئی تھی کہ سید صاحب سات برس کے قیام کے بعد پھر لشکر نواب امیر خاں سے جُدا ہو کر دوبارہ ۱۸۱۶ء میں دہلی تشریف لے گئے۔۔۔ اپنے چلنے کے وقت آپ نے پیشین گوئی کی تھی، جس کو نواب وزیر الدولہ مرحوم (ابن نواب امیر خاں) اپنے وصایا وزیری میں اِس طرح لکھتے ہیں کہ سید صاحب نے مولوی نذر محمد صاحب سے کہ وہ بھی اِس لشکر میں موجود تھے اپنے رخصت

ہونے کے وقت فرمایا تھا کہ ”اب جلد صلح ہو جائے گی اور فلاں فلاں شہر اور فلاں فلاں علاقہ سرکار انگریزی نواب صاحب کو دے دے گی اور ایک زمانہ دراز گزرنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ میں بھی ایک لشکر مجاہدین کا ساتھ لے کر نشانوں کے پھریرے اڑاتا ہوا نواب امیر خاں صاحب کے ملک سے گزروں گا“۔اِس پیشین گوئی کے ذکر کرنے کے بعد نواب وزیر الدولہ مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ ” موافق اِس پیشین گوئی کے جو جو شہر اور ممالک آپ نے بتلائے تھے ، ٹھیک وہی سرکار انگریزی نے ہم کو دئے اور صلح ہو گئ"۔

(حیات سید احمد شہید، ص 71۔72 بحوالہ برطانوی مظالم کی کہانی، ص 670-671)

سید احمد بریلوی کی کارگزاری سے انگریزی حکومت کی خوشی

اب مرزا حیرت دہلوی کی سنئے، لکھتا ہے۔

۱۲۳۱ھ تک سید احمد صاحب امیر خان کی ملازمت میں رہے مگر ایک ناموری کا کام آپ نے یہ کیا کہ انگریزوں اور امیر خاں کی صلح کرادی اور آپ ہی کے ذریعہ جو شہر بعد ازاں دئے گئے اور جن پر آج تک امیر خاں کی اولاد حکمرانی کرتی ہے دینے طے پائے تھے۔

لارڈ ہسٹینگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا۔ دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا، اور اُس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا۔ امیر خان لارڈ ہسٹینگ اور سید احمد

صاحب۔

سید احمد نے امیر خان کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اُتارا تھا آپ نے اُسے یقین دلا دیا تھا کہ انگریزوں سے مقابلہ کرنا اور لڑنا بھڑنا اگر تمہارے لئے بڑا نہیں ہے تو تمہاری اولاد کے لئے سمّ قاتل کا اثر رکھتا ہے۔ انگریزوں کی قوت دن بدن ترقی پذیر ہے اور تمام قومیں پے در پے تنزل کرتی جاتی ہیں۔ تمہارے بعد فوج کو کون سنبھالے گا، اور عظیم الشان لشکر انگلشیہ کے مقابل میں کون میدان جنگ میں لا کے جمائے گا۔ یہ باتیں امیر خان کی سمجھ میں آگئی تھیں، اور اب وہ اس بات پر رضا مند تھا کہ گزارہ کے لئے کچھ ملک مجھے دے دیا جائے تو میں بآرام بیٹھوں۔

امیر خاں نے ریاستوں اور ان کے ساتھ انگریزوں کا بھی ناک میں دم کر دیا تھا آخر ایک بڑے مشورہ کے بعد سید احمد صاحب کی کارگزاری سے ہر ریاست میں سے کچھ کچھ حصہ دے کے امیر خان سے معاہدہ کر لیا۔ جیسے جے پور سے ٹونک دلوایا اور بھوپال سے سرونج اس طرح سے متفرق پرگنے مختلف ریاستوں سے بڑی قیل و قال کے بعد انگریزوں نے دلوا کے بھپرے ہوئے شیر کو اس حکمت سے پنجرہ میں بند کر دیا۔

(حیات طیبہ، ص420-421)

مولوی ابوالحسن علی ندوی لکھتا ہے۔

"نواب امیر خاں کا سارا معاملہ سید صاحب کی نظر کے سامنے تھا کہ انگریزوں کے جوڑ توڑ سے وہ کس طرح اکیلا رہ گیا اور کس طرح انھوں نے اس کے مختلف سرداروں کو اس سے توڑ لیا اور ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ وہ اپنے معاہدے اور مصالحت پر مجبور سمجھنے لگا"۔

(سیرت سید احمد شہید، صفحہ نمبر 424)

مولوی ابوالحسن علی ندوی مزید لکھتا ہے۔

"نواب امیر خاں اگرچہ بعض مرہٹہ سرااداروں اور راجپوت رئیسوں کے حلیف اور رفیق رہے، لیکن اس پورے عرصے میں وہ انگریزوں کے حریف اور ان سے برسر جنگ رہے۔۔۔۔ نواب کے بعض معتمدین کے ذریعے نواب کو صلح کی ترغیب دی۔۔۔۔ نواب نے عہد کیا کہ وہ کسی علاقے پر حملہ نہیں کریں گے۔۔۔۔ بلکہ پنڈاروں کی سرکوبی میں کمپنی کی مدد کریں گے صلح کی ساری کاروائی صیغۂ راز میں ہوئی، لوگوں کو اس بات چیت کا اس وقت علم ہوا، جب آخری مسودہ نواب کے پاس پہنچ گیا، نواب کے رفقا اور مشیرانِ کار میں س اکثر کی رائے تھی کہ صلح کر لی جائے، لیکن سید صاحب اس صلح کے مخالف تھے، آپ نے آخر آخر تک نواب کو اس سے باز رہنے کا مشورہ دیا۔

(سیرت سید احمد شہید، صفحہ نمبر 142 تا 146)

قارئین کرام! مذکورہ بالا عبارت میں ان لوگوں کی ہندو وسکھوں اور انگریزوں کی دعوتیں اُڑانا اور ملنا جلنا ملاحظہ فرمایا اور یہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ حکومت انگشیہ ان کی

کارگزاریوں سے خوش تھی جو یہ لوگ حکومت وقت کے لئے انجام دے رہے تھے۔اور وہ کیا کارگزاریاں تھی جن سے برٹش حکومت خوش تھی وہ پچھلے صفحات میں آپ ملاحظہ فرما چکے۔

آخر میں اس حقیقت سے پردہ اُٹھاتے ہیں کہ ان کا اصل مقصد مسلمانوں سے نام نہاد جہاد کرنا تھا کیونکہ مسلمانوں نے ان کے وہابیانہ عقائد کو یکسر مسترد کر دیا تھا جس کو یہ لوگ بروز شمشیر نافذ کرنا چاہتے تھے۔ پچھلے صفحات میں آپ نے ملاحظہ فرمایا تھا کہ انھوں نے مسلمانوں سے نام نہاد جہاد کیا اور یہ پڑھا کہ پہلا نام نہاد جہاد بھی حاکم یاغستان یار محمد سے کیا تھا اور اختتام کر طرف چلتے ہیں کہ آخری معرکہ ان سے سکھوں سے تھا، انگریزوں سے تھا یا پھر مسلمانوں سے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

پردہ اُٹھتا ہے

تراشے جاچکے فرضی فسانے
حقیقت اب تجلی بار ہوگی

شہادت یا ہلاکت

مکتبہ دیوبند کے شیخ الاسلام مولوی محمد حسین مدنی ثم ٹانڈوی لکھتا ہے۔

"ہندوستان کی یہ بہت بڑی بد قسمتی تھی کہ سید صاحب کو مسلمانانِ پنجاب کی حد درجہ پامالی و زبوں حالی کے باعث مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بالمقابل صف آراہونا اور آخر معرکہ بالاکوٹ میں جامِ شہادت نوش کرنا پڑا"۔

(نقشِ حیات کامل، جلد دوم، ص419)

مولانا عبید اللہ سندھی لکھتا ہے۔

۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کے مقام پر حضرت سید احمد شہید اور ان کے ساتھی شہید کر دیئے گئے اور خود آزاد قبائل میں سے بعض لوگوں نے ہندوستانی مجاہدین کو لوٹا کھسوٹا اور قتل تک کیا۔

(مقدمہ کابل میں سات سال، ص16 بحوالہ حقائقِ تحریکِ بالاکوٹ، ص140)

اسماعیل دہلوی کے سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی لکھتا ہے۔

"سید صاحب قلبِ لشکر میں نہ پہنچے کہ ایک گولی آپ کی ٹانگ میں لگی آپ گولی کے صدمہ سے جھک رہے تھے کہ ایک گولہ صاف آپ کو باڈی گارڈ میں سے آپ کو اڑا کے لئے گیا جس سے بولائے ہوئے مجاہدین کو یہ معلوم ہوا کہ سید صاحب مجسم آسمان پر بلا لئے گئے اور

دوبارہ تشریف لائیں گے بہت سے لوگوں کا یہ بھی مقولہ ہے کہ سید صاحب کے ساتھ مولانا اسمٰعیل بھی آسمان پر چلے گئے۔ مگر یہ خبر معتبر معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے دن شیر سنگھ نے ان دونوں بزرگوں کی نعشوں کو شناخت کرا کے نہایت عزت کے ساتھ اُنہیں بالاکوٹ ہی میں دفن کر دیا"۔

(حیات طیبہ، صفحہ نمبر 443)

مذکورہ بالا عبارات کو ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہو گا کہ سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی کا نام نہاد جہاد مسلمانوں ہی تھا کیونکہ شیر سنگھ نے ان کی لاشوں کو عزت و احترام سے ٹھکانے لگایا۔ اور جن آزاد قبائل نے نام نہاد مجاہدین کو لوٹا کھسوٹا اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ وہ آزاد قبائل کون تھے۔ کیا وہ مسلمان تھے یا سکھ۔ جنہوں نے نام نہاد مجاہدین سے یہ سلوک کیا۔ ظاہر ہے نام نہاد مجاہدین کے کرتوتوں پر لکھا جاسکتا ہے کہ انہوں نے کیا بداعتدالیاں کیں جن کی وجہ سے مسلمان ان کے مخالف ہوگئے یہ ایک الگ موضوع ہے۔ یہاں پر سوالیہ نشان یہ ہے کہ اگر سکھوں سے لڑائی تھی تو سکھوں نے جن کے مظالم کی داستانیں سنائی جاتی رہی ہیں انہوں نے ان کی لاشوں سے عزت واحترام کا برتاؤ کیوں کیا؟ اور اگر یہ نام نہاد جہاد مسلمانوں سے ہوا تھا جس میں یہ مارے گئے تو پھر بھی ظالم سکھوں کو کیا پڑی کہ سید صاحب اور اسماعیل دہلوی کی لاشوں کو عزت واحترام سے دفن کریں؟

مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی لکھتے ہیں۔

"آخر جب غیرت مند سرحدی جوش میں آئے اور سلطان محمد خاں غیرت دینی سے آمادہ مقابلہ ہوا، تو جاں بچا کا بھاگنا چاہا، مگر اس نے مہلت نہ دی اور

سب کا قلع قمع کر دیا۔ مریدوں نے سوچا کہ پیروں کا قتل تو خود مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہوا ہے۔ جہاد و شہادت کی جگہ مسلمانوں کے ہاتھ سے ہلاکت نصیب ہوئی۔ اب کسی طرح بنانی چاہیۓ؟ تب یہ سازش کی کہ سکھوں سے ایک فرضی لڑائی کا افسانہ گھڑا اور مسلمانوں کے ٹوٹنے کے لیے یہ مشہور کیا کہ سکھوں سے لڑتے ہوئے میدان جھد میں سید احمد (بریلوی) اور مولوی اسماعیل (دہلوی) شہید ہوئے، لیکن اب وہ پھر زندہ کئے جائیں اور بھیجے جائیں گے تاکہ سکھوں سے پنجاب کو نجات دلائیں۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد سرحد کے ایک پہاڑ کی چوٹی پر کھال میں بھوسہ بھر کے ایک ڈھانچہ تیار کیا گیا اور سید احمد کے کپڑے پہنا کر مشہور کیا گیا کہ وہ زندہ و سلامت مشغول مراقبہ ہیں اور اس طرح پھر از سر نو اپنی دکان جمالی!

(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص231)

مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی نے مذکورہ بالا واقعہ بیان کرکے یہ تاثر دیا کہ:۔

"یہ پوری داستان دراصل اس تمام طبقے کا مشترک مشرب تھا، جو مولانا اسماعیل شہید کی تحریک کے خلاف سرگرم ہوا تھا"۔

(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص231)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی لکھتا ہے۔

"بالآخر ۱۸۳۱ء میں بمقام بالاکوٹ جنگ و جہاد کرتے ہوئے ایک سرحدی مسلمان کی سازش سے معہ مولانا محمد اسماعیل صاحب و دیگر رفقاء شہید ہوگئے"۔

(نقشِ حیات کامل، جلد دوم، ص436)

محمد احسن لکھتا ہے۔

"حضرت سید احمد بریلوی کی سرکردگی میں مجاہدین نے سکھوں کو پے در پے شکست دی لیکن اپنوں کی غداری کی وجہ سے سید صاحب کو ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کے مقام پر شہادت نصیب ہوئی"۔

(محمد بن عبدالوہاب، صفحہ نمبر 220۔221)

قارئین کرام! ان مذکورہ بالا عبارات سے معلوم یہی ہو رہا ہے کہ ان دونوں کی ہلاکتیں مسلمانوں کے ہاتھ ہوئیں کسی سکھ اور انگریز کے ہاتھ نہیں ہوئیں۔

قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب انوار آفتاب صداقت میں تاریخ ہزارہ کے حوالے سے درج کیا ہے کہ:۔

"جرگہ یوسف زئی پٹھان جو کہ سکھوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے تیار تھے۔ اور مولوی اسماعیل کے حامی ہو چکے تھے۔ ان کے خاندانوں میں رواج تھا کہ یہ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی دیر سے کرتے تھے۔ مولوی اسماعیل نے خلیفہ سید احمد کو اس امر کی اطلاع دی تو خلیفہ صاحب نے ان پٹھانوں کو راضی کر کے دو لڑکیوں کا نکاح خود کر لیا۔ اس معاملہ سے تمام یوسف زئی جرگہ میں مولوی اسماعیل اور سید احمد کے متعلق نفرت پھیل گئی اور ان لوگوں نے سید احمد کی بیعت توڑ دی۔ اور اپنی لڑکیاں واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ مولوی اسماعیل وغیرہ نے انکار کیا تو سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل نے ان پٹھانوں پر کفر کا فتوے صادر کر کے ان سے جہاد کرنا فرض قرار دے دیا۔ اِدھر پٹھانوں نے

تنظیم کر لی۔ اِدھر پنجابیوں نے مقابلہ کیا۔ بالآخر پٹھان غالب ہوتے ہوئے نظر آئے۔ تو ایک روز خود مولوی اسماعیل پٹھانوں سے مقابلہ کے لیے نکلا۔ ایک یوسف زئی پٹھان نے ایسی گولی چسپ کی۔ کہ سب سے اوّل اسماعیل ہی کا خاتمہ کر دیا اور وہیں ختم ہو گیا"۔

(انوار آفتاب صداقت، ص519 بحوالہ وہابی مذہب، ص339-338)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ مسلمانانِ ہند ان کے وہابیہ عقائد سے سخت نالاں تھے۔ یہ نام نہاد جہادی لوگ مسلمان پٹھانوں سے جنگ کرنے نکلے تا کہ اپنے عقائد و نظریات ان پر ٹھونس سکیں مگر ان غیور پٹھانوں نے سید احمد بریلوی اینڈ کمپنی سے مقابلہ کیا اور اس مقابلے میں دونوں ہلاک ہوئے۔

بہر کیف ان واقعات سے جو کہ انہیں کی کتب میں درج ہیں ان کی تضاد بیانی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ ہمارا مقصد بھی عوام الناس کو یہ باور کرانا ہی ہے کہ یہ لوگ کبھی سکھوں سے جہاد کا ڈرامہ رچاتے ہیں اور جب اس پر پکڑ کی جاتی ہے تو انگریزوں سے جہاد کا ڈرامہ رچاتے ہیں جبکہ حقیقت اس کے بالکل خلاف ہے بلکہ ان کا پہلا نام نہاد جہاد بھی مسلمانوں سے تھا اور آخری معرکہ بھی مسلمانوں سے تھا۔ وما علینا الا البلغ۔

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان میں شریعت اسماعیلی نافذ کرنے کی بھی کوشش کی جارہی ہے کبھی کسی شکل میں کبھی کسی شکل میں۔ ابھی حال ہی میں جس کو نفاذ عدل سے تعبیر بھی کیا جاتا ہے وہ بھی یہی نام نہاد شریعت اسماعیلی ہے۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ جب مسلمانوں کے پاس نظام مصطفی (ﷺ) موجود ہے تو پھر اس کی موجودگی میں کوئی دوسرا نظام کیسے رائج کیا جاسکتا ہے۔ اصل میں ان کو نظام مصطفی (ﷺ) سے کوئی دلچسپی نہیں ہے بلکہ ان کو شریعت اسماعیلی نظام عدل سے دلچسپی ہے تاکہ خوارج اور نجدیت کی پیروی میں مزارات اولیاء کو شہید کیا جاسکے اور اہل سنت کا قتل و قتال کیا جاسکے۔ یہاں پر ہم چند اخباری تراشے پیش کرتے ہیں جن کو پڑھ کر قارئین کرام ان کی نام نہاد شریعت اور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا اور اہل سنت سے بغض و عناد کی جھلکیاں دیکھائی جائیں گی اور یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ یہ لوگ نہ پہلے پاکستان کے حق میں تھے نہ اب پاکستان کے حق میں ہیں بلکہ پاکستان کی سالمیت کو اگر کسی سے خطرہ ہے تو اصل میں انہیں سے ہے۔

کتابیات

نمبر شمار	نام کتب	نام مصنف	مطبع/ناشر
1	قرآن کریم		
2	تفسیر خزائن العرفان	مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی	
3	حکایات اولیاء	مولانا اشرف علی تھانوی	دارالاشاعت، کراچی
4	نقش حیات کامل	مولانا حسین احمد مدنی	دارالاشاعت، کراچی
5	حیات طیبہ	مرزا حیرت دہلوی	اسلامی اکادمی، لاہور
6	سیرت سید احمد شہید	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	مجلس نشریاتِ اسلام کراچی
7	شب جائے کے من بودم	شورش کاشمیری	مطبوعات چٹان لاہور
8	موج کوثر	شیخ محمد اکرام	ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور
9	سید احمد شہید	غلام رسول مہر	غلام علی پرنٹرز اشرفیہ پارک، لاہور
10	تذکرۃ الرشید	مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی	ادارہ اسلامیات، لاہور

نمبر شمار	نام کتب	نام مصنف	مطبع/ناشر
11	وہابی مذہب	مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری	قادری کتب خانہ، سیالکوٹ
12	حقائقِ تحریکِ بالاکوٹ	علامہ شاہ حسین گردیزی	مجلس اتحاد اسلامی، کراچی
13	برطانوی مظالم کی کہانی	علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری	فرید بک سٹال، لاہور
14	آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی	مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی	مکتبہ خلیل، لاہور
15	ننگِ دین ننگِ وطن	پروفیسر فیاض کاوش	برکاتی پبلشرز، کراچی
16	فتاویٰ رشیدیہ کامل	مولانا رشید احمد گنگوہی	محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، کراچی
17	بیس بڑے مسلمان	عبدالرشید ارشد	مکتبہ رشیدیہ، لاہور
18	امدادالمشتاق	مولانا اشرف علی تھانوی	مکتبہ اسلامیہ، لاہور
19	جدید ملفوظات	مولانا اشرف علی تھانوی	دارالاشاعت، کراچی
20	محمد بن عبدالوہاب	محمد احسن	ادارہ معارف اسلامی، کراچی

نمبر شمار	نام کتب	نام مصنف	مطبع/ناشر
21	ملفوظات حکیم الامت المعروف الافاضات الیومیہ	مولانا محمد اشرف علی تھانوی	ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان
22	سوانح قاسمی	مولانا مناظر احسن گیلانی	مکتبہ رحمانیہ، لاہور
23	البریلویۃ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ	علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری	رضا دارالاشاعت، لاہور
24	ہمفرے کے اعترافات	ہمفرے	رضا پبلی کیشنز راولپنڈی
25	منزل کی تلاش	محمد نجم مصطفائی	ناشر اسلامک فاؤنڈیشن آف نارتھ امریکہ
26	المہند علی المفند	مولوی خلیل احمد انبیٹھوی	دارالاشاعت کراچی
27	الشہاب الثاقب	حسین احمد ٹانڈوی	میر محمد کتب خانہ کراچی
28	جشن ربیع الاول محبت کے آئینہ میں	مفتی رشید احمد	ناشر الرشید / مطبع قریشی آرٹ پریس

غیر مطبوعہ کتب

ایک حدیث تین باتیں
ایک حدیث ایک بات تین تاکید
درود شریف
حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پیدائش مولیٰ کی دھوم
میلاد قرآن و حدیث کی روشنی میں
میلاد النبی ﷺ کا ثبوت
بے مثل و لازوال محبت
شان عظمت اہل بیت رضی اللہ عنہم
عقائد امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ
ایمان کی بنیاد
اصلی چہرے
انگریز کے ایجنٹ کون؟
ننگے سر نماز
پاکستان کے مخالف علماء
حکیم الامت کی فحش باتیں
زمین ساکن ہے
بے ادبیاں اور گستاخیاں
راہ ہدایت
کیا جہاد قسطنطنیہ میں یزید شریک تھا؟
نماز کی باتیں
باطل اپنے آئینے میں
تحریک پاکستان اور معارف رضا

وہابی جہاد کی حقیقت
وسیلہ کا ثبوت
علماء دیوبند کا دوغلہ پن
دیوبندی کرتوت کے چند نمونے
حکیم الامت کے ڈھنگ نرالے
جہاد یا فساد
خوابوں کی کہانی
ایک چہرہ دو روپ
مشابہت
تقویۃ الایمان کا جائزہ
مودودیت کیا ہے؟
شب برات ایک عظیم رات